درود و سلام
اور
انگوٹھے چومنا

مرتب

مولانا الحاج محمد جعفر القادری

مکتبہ غوثیہ رضویہ شاہدرہ
محمود شہید لاجپت روڈ گلی نمبر ۵ خادم کالونی شاہدرہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
درود و سلام
اور
انگوٹھے چومنا
مصنف
مولانا الحاج محمد جعفر شاہ القادری
محمود شہید روڈ گلی ۵ خادم کالونی شاہدرہ
لاہور ۳۵

نام کتاب ــــــــــ درود وسلام اور انگوٹھے چومنا

مصنف ــــــــــ محمد جعفر ضیاء القادری

اشاعت ــــــــــ پہلی بار 1995ء دوسری بار 2014ء

صفحات ــــــــــ ۸۸

کمپوزنگ ــــــــــ حافظ محمد مطیع الرسول غوثیہ گرافکس کمپوزنگ 0321 4166809

تعداد ــــــــــ 500

ہدیہ ــــــــــ 100

ناشر ــــــــــ صاحبزادہ حافظ محمد حامد رضا
0333-44108437

ملنے کا پتہ

o مکتبہ غوثیہ رضویہ محمود شہید لاجپت روڈ دوکان نمبر ۴ شاہدرہ لاہور
o قادری کتب خانہ مین بازار داتا گنج بخش لاہور
o لاثانی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
o نیو ہجویری بک شاپ گنج بخش روڈ لاہور
o رابطہ کیلئے باہر سے آنے والے حضرات شاہدرہ اسٹیشن بس سٹاپ پر اتریں اور ساتھ ہی محمود شہید لاجپت روڈ دکان نمبر 4 پر تشریف لائیں۔
o گھر بیٹھے ڈاک کے ذریعے بھی کتب منگوا سکتے ہیں۔ فون نمبر 0333-4791219

شرفِ انتساب

بصد ادب و احترام افضل الخلق بعد الانبیاء، معدن جود وعطا منبع صدق و صفا خلیفہ محبوب رب العالمین، سیدنا و مولانا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام

الاھداء

میرے مشفق و مہربان والد مکرم و محترم
محمد مراد
کے نام

جن کی دن رات کی دعاؤں نے مجھے اللہ تعالےٰ اور حضور پرنور تاجدار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کی توفیق عطا فرمائی۔

طالب دعا **محمد جعفر ضیاء القادری** شاہدرہ لاہور

شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہ پکارا کیجئے، ان کی رحمت کا نظارا کیجئے
یارسول اللہ کی تکرار سے، کفر کا دل پارا پارا کیجئے
شرک ٹھہرے جو تعظیم نبی، اے رضا ان سے کنارا کیجئے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب ... بابی ... ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

○ اوہدیاں شاناں دی دھم سارے جگ اتے پئی اے
اسیں انگوٹھے چم لیئے تینوں پیڑ کاہدی پئی اے
آکھے لگ جا او ملاّ اینویں کر نہ اڑی
بوہے کملی والے دے دنیا ساری کھڑی
اُچا اوس دا نصیبا اکھ جس دی لڑی

○ تعظیم جس نے کی محمد کے نام کی، اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی
نجدی کہتا ہے کہ کیوں تعظیم کی، یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا
چھوڑیئے مشرک مسلماں کو بنانا چھوڑیئے
کافر و مشرک ہیں جو ان کو مسلماں کیجئے

فہرست

جانِ ایماں ہے ادب اللہ کے محبوب کا
دیکھیئے ضائع نہ گستاخی سے ایماں کیجئے

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا o لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًاo

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اسکے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (سورۃ الفتح، پ۲۶، ع۹)

اس میں اللہ تعالیٰ نے تین باتیں ہمیں ارشاد فرمائی۔

اول یہ کہ لوگ اللہ ورسول پر ایمان لائیں۔

دوئم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کریں۔

سوئم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

ان تین جملوں کی بہترین ترتیب دیکھو۔ سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے محبوب مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اس لیے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں۔ بہت سے ہندو، عیسائی وغیرہ ہیں جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں منقبتیں لکھتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں سچی محبت ہوتی تو وہ ضرور ایمان لے آتے۔ پھر جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت خدا میں گزارے، سب بے کار ہے اور مردود ہے بہت سے

جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الٰہی میں عمر بسر کر دیتے ہیں بلکہ زیادہ جوگی اور راہب تو نفی اثبات کی ضربیں بھی لگاتے ہیں جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر دل میں نہیں تو ان کو کیا فائدہ اس سے ملتا ہے بالکل بارگاہ رب العالمین جَلَّ وعلیٰ میں مقبول نہیں۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عبادت میں تعظیم اسی طرح ہے کہ جس طرح مکان میں مکین ہے۔ یعنی بدن میں جان ہے۔ جب تعظیم نہیں تو مکان میں مکین نہیں۔ جسم میں جان نہیں بغیر روح کے جسم زندہ نہیں رہ سکتا تو اذان میں نام پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھی ضروری ہے۔ سننے والا اگر مقصود کائنات محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کرے اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے تو اس آیت مبارکہ پر عمل ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم ہے۔ علم و عرفان والوں نے ایمان عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام بتلایا ہے اور دین تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل ٹھہرایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت دین و ایمان کا لازمی نتیجہ اور ثمر تصور فرمایا ہے۔

نماز اچھی ، روزہ اچھا ، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اللہ رب العالمین جل جلالہٗ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

فَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْ

اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ (سورۃ الاعراف، پ۹، ع۹)

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا۔ وہی بامراد ہوئے۔

اس آیت کریمہ میں بھی یہی ترتیب جمیل ہے۔ اول ان پر ایمان دوئم ان کی تعظیم، سوئم ان کے دین کی نصرت اور قرآن کریم کی اتباع ثابت ہوا کہ مومن پر ایمان لاتے ہی مقصود کائنات حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر فرض ہو جاتی ہے اور اگر اس تعظیم میں فرق آجائے تو سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از ذکر رب

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی

بغیر ادب مقصود منزل تے نہیں پہنچا ہے کوئی

اہل سنت وجماعت کی پہچان

حضرات محترم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر یا پڑھ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیک وسلم پڑھنا اہلسنّت وجماعت کی پہچان ہے۔ اگر کوئی اہلسنّت وجماعت کا دعویٰ کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر یا پڑھ کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر نہ لگائے اور صلی اللہ علیک وسلم یارسول اللہ نہ پڑھے تو سمجھ لو یہ بدعقیدہ لوگوں میں سے ہے جب کسی امام کے پیچھے نماز پڑھو! تو پہلے یہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

نام پاک چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہے اور درود وسلام پڑھتا ہے کہ نہیں اگر نہیں تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔ ایسے بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا سخت منع ہے۔ ایسے بدعقیدہ امام اور لوگوں سے بچو! اور دور رہو۔ اپنی نماز اور آخرت کو برباد نہ کرو۔

جانِ ایمان

ایمان کیا ہے! ایمان نام ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کا ان کو ماننے اور جاننے کا۔ ہمارے لیے حضور ہی سب کچھ ہیں، نہ صرف ایمان بلکہ جان ایمان۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب لکھا ہے ۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ

وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (رواہ البخاری مواہب لدنیہ، ص۹۲، ج۲)

یعنی تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ اسے میرے ساتھ پیار نہ ہو۔

اس لیے حفیظ جالندھری نے کیا خوب لکھا ہے ۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر جان و مال اولاد سے پیارا

جسے دنیا کے ہر شخص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ محبوب ہوں وہ ایماندار ہے اور جو کسی دوسرے کی محبت کو حضور کی محبت کے آگے لے آئے وہ اپنے ایمان کی خیر منائے اس کا ایمان کامل نہیں۔ شاعر لکھتا ہے ۔

حُب محبوب خدا اے دل جسے حاصل نہیں
لاکھ مومن ہو مگر ایمان میں کامل نہیں

حدیث پاک میں اپنے عزیز سے محبت نہ رکھنے کا ارشاد نہیں بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ سب سے محبت رکھو مگر میری محبت سب سے زیادہ اور سب کی محبتوں سے مقدم و بالا ہو اور اطاعت رسول کے لیے پہلے محبت رسول کا ہونا ضروری ہے۔ اگر تعظیم رسول اور محبت رسول نہیں تو پھر اطاعت رسول کا بھی کیا فائدہ؟

یہیں سے معلوم ہو گیا ایسے لوگوں کا حال بھی جو بظاہر متبع سنت نظر آتے ہوں لمبی لمبی داڑھیاں بھی رکھتے ہوں اور لمبی لمبی نمازیں بھی پڑھتے ہوں لیکن اگر ان کے دل میں محبت رسول نہیں اور حضور کی تعظیم نہیں کرتے تو ان کی یہ سب نام کی عبادتیں اور اطاعتیں ان کے منہ پر ماری جائیں گی اور

ان کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اور ان کی یہ عبادتیں ایک ایسے کھوٹے سکے کی مانند ہوں گی جس میں اصلیت نہیں ہوتی اور ایسے کاغذی خوشنما پھولوں کی طرح ہوں گی جن میں خوشبو نہیں پائی جاتی۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر اسی میں ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

وہ عبادت ہی نہیں جس میں نہ ہو حب رسول
جن میں بو پائی نہیں جاتی وہ ہیں کاغذ کے پھول

برادران اسلام!

خوب یاد رکھو! نماز روزہ اور دیگر اعمال ضروری ہیں مگر ان سے بھی زیادہ ضروری اور مقدم محبت رسول اور تعظیم رسول ہے اور جو شخص بظاہر نمازی و روزہ دار مطیع و متبع سنت ہو مگر تعظیم رسول کا منکر اور گستاخ رسول ہو تو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں بے عملی تو معاف کی جاسکتی ہے مگر گستاخی رسول کبھی معاف نہیں کی جاسکتی اور گستاخ رسول کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔

گستاخ رسول کی حکایت

مولانا رومی فرماتے ہیں!

اردو ترجمہ منظوم ؎

مسخرا تھا اک نہایت بے ادب
اس نے اپنی جان پر ڈھایا غضب
جان کر اک روز منہ ٹیڑھا کیا
مسخری سے نام احمد کا لیا

رہ گیا قدرت سے کج اس کا وہاں

تب سرت مردک کو آئی ناگہاں

یعنی اس گستاخ رسول نے حضور کا نام ٹیڑھا منہ کر کے لیا۔ تو قدرت نے اس کا منہ ویسے کا ویسا ہی ٹیڑھا کر دیا۔ مولانا رومی نے پھر یہ نتیجہ بیان فرمایا ہے کہ ؎

جب خدا چاہے تری پردہ دری

اس کے پیاروں سے کرے تو مسخری

آج بھی گستاخانِ رسول کے منہ ٹیڑھے ہی نظر آئیں گے کیونکہ جب غلامانِ مصطفیٰ اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر حضور کا نام چوم کر درود شریف صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّم یَارَسُوْلَ اللّٰه پڑھتے ہیں تو یہ دیکھ کر منہ چڑاتے ہیں اور ٹیڑھا کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان بے ادبوں کا منہ ٹیڑھا ہی کر دیا۔ آج بھی یہ بے ادب گستاخِ رسول شکل وصورت سے دور سے ہی پہچانے جاتے ہیں کہ گستاخِ رسول آ رہا ہے اللہ تعالیٰ ان بدعقیدہ لوگوں سے محفوظ رکھے۔

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکایت

حضرت مولانا معین الدین واعظ کاشفی الہروی لکھتے ہیں کہ ـــ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک یہودی عالم دین تھا اس کا نام حبیب تھا، اس کا ایک لڑکا ہباب نامی حسن و جمال میں یکتا تھا۔ بڑا خلیق اور کمال سیرت، اتفاقاً اس نے اپنے والد کے خزانہ میں ایک ڈبیہ دیکھی جو سرخ

موتیوں سے بنی ہوئی تھی اور اس پر مشک کی ایک مہر لگی ہوئی تھی تا کہ کوئی شخص
اسے کھول سکے نہ اندر سے دیکھ سکے۔ لڑکے نے اس ڈبیہ کو دیکھا تو بڑا
غضب ناک اور خشم گین ہو کر باہر نکلا، باپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا ایک
عرصہ ہو گیا ہے آپ نے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھی۔ مگر یہ ڈبیہ ہمیشہ
بند رکھی ہے حالانکہ میرے ساتھ آپ کی شفقت و محبت بہت زیادہ ہے۔
باپ نے بتایا بیٹا! اس میں چند اوراق ہیں جن پر ایک عربی کا نام لکھا ہوا ہے
جب تم علماء کی مجالس میں بیٹھ کر فاضل ہو جاؤ گے اور ہر بات سمجھنے لگو گے تو
اس کا مطالعہ بھی کر لینا چونکہ ابھی تم ناپختہ ذہن ہو اس لیے ڈبیہ کا راز دیدہ
دانستہ پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ ایک دن حبیب بادہ نوشی میں مشغول تھا ہباب یہ
موقع غنیمت جانتے ہوئے والد کے خزانہ میں گیا اور اس ڈبیہ کے کھولنے
میں مشغول تھا جس کے لیے رازداری سے کام لیا جا رہا تھا۔ مہر توڑ دی گئی،
ڈبیہ کا ڈھکنا کھولا ہی تھا کہ نور کی ایک شعاع نمودار ہوئی جس کے سامنے
چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی۔ ڈبیہ کے اندر دو سفید ورق دکھائی دیئے۔ جن پر
لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھا تھا۔ اس کلمہ طیبہ کے بعد نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ لکھے ہوئے تھے کہ آپ کے آبرو پیوستہ
ہوں گے داڑھی گھنی ہوگی، جسے بھی اس کا زمانہ میسر ہو اس کی بات سنے، اس
کا کلام قرآن پاک ہوگا، اس کا دین اسلام ہوگا، وہ انسانوں کو خدا کی عبادت
کی دعوت دے گا، مخالفین سے نہیں ڈرے گا۔ ہباب کی نگاہیں اس کاغذ پر
پڑھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں اتر گئی اس کاغذ کو
آنکھوں پر ملا اور کہنے لگا۔

یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ ! کاش میں معلوم کر سکتا کہ آپ خاکی ہیں یا نوری، آسمانوں پر ہیں یا زمین پر، دریاؤں میں رہتے ہیں کہ جنگلوں میں، اس نے اپنی محرومی اور سوگواری کا اس انداز سے اظہار کیا کہ بے ہوش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی والدہ بھی اس کمرے میں آئی۔ بیٹے کو بے ہوش پا کر حیران ہوگئی اور اس کے باپ کو بلایا۔ باپ بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے چہرے سے چہرہ ملنے لگا، ماتھے کو چومنے لگا، جب نوجوان لڑکا ہوش میں آیا، والدین کو سرہانے غم زدہ اور پریشان پایا، مگر غصے میں آکر کہنے لگا۔ اے والد محترم!

تم میری آنکھوں کی روشنی نہیں دیکھتے اور بڑھاپے کے باوجود اس رحمت الٰہی سے محظوظ نہیں ہوئے۔ آپ مجھے کفر کی تعلیم دے رہے ہیں اور شریعت محمدیہ اور اس کی اتباع سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہو، باپ یہ باتیں سنتے ہی غصے میں پاگل ہو گیا۔ لڑکے کو بالوں سے پکڑا اور زمین پر دے مارا اور زور زور سے مارنے لگا۔ جب اس کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو حی ابن اخطب، کعب بن اشرف اور ابولبابہ وغیرہ حاضر ہو کر ان کے درمیان والا ماجرا سن کر وہ برہم ہو گئے اور انہوں نے ایک کمرے میں بند کرنے کی تجویز پاس کر کے اس کو کمرے میں بند کر دیا اور سوکھی جو کی روٹی اور پانی تین دن کے بعد ملتا رہا۔ جب باپ نے دیکھا یہ دین اسلام سے باز نہیں آتا اور ان سے اس معاملہ میں بھی بات چیت کی تو لڑکے نے جواب دیا۔

هیهات هیهات قَدْ رَسَّخَ حب مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ قَلْبِیْ فَلَا استَطِیْعُ اَنْ اتبرّاء مِنْهُ

خدا کی قسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جس طرح میرے دل میں جاگزین ہے اس سے توبہ نہیں کی جا سکتی ۔

محبت تو چناں رفتہ است از رگ و پوست
کہ روز مرگ ہم از استخواں نخواہد رفت

آخر لڑکے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل دعا کی۔ اے اللہ تو عبادت کے لائق ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میرے طعام کو خوشگوار پانی کو شیریں اور سیاہیوں کو نورانی بنا دے۔ اس دعا کے بعد ایک اور دعا مانگی اور کافی صعوبت کو برداشت کرنے کے بعد وہ مدینہ پاک میں عمار بن واثلہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا اور تھکا ماندہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ حضرت عمار نے اس سے حال دل پوچھا تو کہا ۔

مراغمی است کہ پیدا نمی توانم کرد
حکایت دل شیدا نمی توانم کرد

حضرت عمار نے قسم دے کر کہا کہ مجھے سارا واقعہ سناؤ، اس کا عشق ہوا، تو بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیا۔ جونہی طالب مطلوب کی بارگاہ میں پہنچا اور جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محظوظ ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ خداوندی ۔ سے پیغام لایا اور کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ہباب کو دوست بنانے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ یہ آپ سے محبت کرتا ہے۔ (معارج النبوۃ، ص ۶۴۱، ج ۴ مخلصاً)

اس سے معلوم ہوا کہ اس لڑکے نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کر کے عشق نبوی کے حصے سے بہرہ ور ہوا۔ یہ تمام نعمت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے چومنے اور عقیدت سے حاصل ہوئی۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْب۝

ترجمہ:۔ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے گا تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام شعائر اللہ کے سرتاج ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر انگوٹھے چومنا بھی تعظیم میں داخل ہے۔

کیونکہ صفا و مروہ کے متعلق قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرَ اللّٰہ

یقیناً صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک شعائر اللہ میں بطریق اولیٰ داخل ہے۔

اذان میں اسم مبارک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنے تو سننے والا دونوں انگوٹھوں کو چوم کر اور شہادت کی انگلیوں کو آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے۔ ”صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ“ اور دوسری بار سننے پر قُرَّتُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھے یہ فعل مستحب اور مستحسن ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے مستحب ہونے پر دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (سورۃ الم نشرح)

کہ ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لیے اونچا کر دیا۔ رفعت کے معنی بلندی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بلندی کو اپنی طرف نسبت کیوں دی کہ ہم نے آپ کا ذکر اونچا کر دیا اور لَکَ یعنی تمہارے لیے کیوں زیادہ فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے کیا مراد ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

جَعَلْنَاکَ ذِکْرًا مِّنْ ذِکْرِیْ

اے ہمارے خدائی بھر کے ہادی و معلم! ہم نے آپ کا ذکر اپنے سے منسلک بنایا ہے۔

خدا بھی نہ مل سکے گا ہمیں جو وہ نہ ملے
خدا کا نام بھی لیتے ہیں ان کے نام کے ساتھ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَتَدْرِیْ کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ قُلْتُ اللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ

ترجمہ:۔ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کا رب کریم پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا۔

میں نے جواب دیا اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے رفع ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا بھی میرے ساتھ ذکر کیا جائیگا۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اس کے تحت لکھا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع ذکر یہ ہے کہ تمام اسلامی شعائر میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک لیا جاتا ہے جو ساری دنیا میں مناروں اور منبروں پر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کے ساتھ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ پکارا جاتا اور دنیا میں کوئی سمجھدار انسان بغیر تعظیم کے نہیں لیتا اگر چہ وہ مسلمان بھی نہ ہو۔

(معارف القرآن، ص ۷۷۱، ج ۸)

رَفَعْنَا کو ماضی فرما کر یہ بتایا کہ تمہاری بلندی آج کی نہیں بہت پہلے کی ہے اور ماضی کو مطلق فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری بلندی گزشتہ کے قرب کی قید سے آزاد ہے ہر زمان تمہاری آن بان اور شان اعلیٰ رہی حق تو یہ ہے کہ یہ ماضی و مستقبل حال فقط سمجھانے کیلئے ہیں ورنہ ان کی بلندی جب سے ہے جب نہ ماضی تھا نہ مستقبل، زمانہ سے پہلے انہیں بلندی ملی۔

ایسے بلند و بالا شان والے آقا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حضور پر نور شافع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیتے وقت اور اذان میں سننے کے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا اور درود وسلام پڑھنا قطعاً جائز و مستحب اور بہت ہی باعث رحمت و برکت ہے یہ محبت کی علامت ہے اور بلاشبہ یہ فعل نہ صرف جائز و مستحب ہے بلکہ دنیا و آخرت میں رحمت و برکت کا بھی موجب ہے اس طرح کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آنکھوں کی صحت اور گناہوں سے مغفرت کا سبب ہے۔ اس کے جواز پر دلائل کثیرہ موجود ہیں اور ممانعت پر کوئی دلیل موجود نہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھا۔ جو نا جائز بتائے ثبوت دینا

اس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں۔

اب حدیث و فقہ وارشاد علماء وعمل قدیم سلف صلحا سے چند دلائل ہدیہ ناظرین ہیں۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اَسْکَنَ نُوْرَ مُحَمَّدٍ فِیْ ظَهْرِ آدَمَ فَصَارَتِ الْمَلآئِکَةُ تَقِفُ خَلْفَهٗ صُفُوْفًا یَنْظُرُوْنَ اِلٰی ذَالِکَ النُّوْرُ

پھر نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا تو فرشتے ان کے پیچھے صفیں باندھ کر اس نور پاک کو دیکھنے لگے۔

(زرقانی، ص ۱۱۱۔۱۱۲)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی۔

یاربّ العالمین۔ آج فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہو کر کس کا نظارہ کر رہے ہیں۔

ارشاد ہوا۔ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں۔

التجا کی ۔۔۔ یا اللہ ۔۔۔ اس نور پاک کو میری پیشانی میں رکھ دے۔ پھر وہ نور حقیقی حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا تو فرشتے ان کے آگے کھڑے ہو گئے۔

درخواست کی ۔۔۔ یاربّ دو عالم ۔۔۔ اس نور پاک کو کسی ایسی جگہ رکھ دے کہ جہاں سے میں بھی اس کا نظارہ کر لوں۔

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی درخواست قبول کرتے ہوئے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اقدس کو حضرت آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں میں رکھ دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو محبت سے بوسہ دیکر عقیدت سے آنکھوں پر لگایا۔

فاضلِ جلیل حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَفِیْ قَصَصِ الْاَنْبِیَاءِ وَغَیْرِهَا اَنَّ آدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِشْتَیَاقَ اِلٰی لِقَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ کَانَ فِی الْجَنَّةِ فَاَوْحٰی اللّٰہ تَعَالٰی اِلَیْهِ هُوَ مِنْ صُلْبِکَ وَیَظْهَرُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَسَأَلَ لِقَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ کَانَ فِی الْجَنَّةِ فَاَوْحٰی اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ النُّوْرَ الْمُحَمَّدِیَّ فِی اِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةَ مِنْ یَدِهِ الْیُمْنٰی فَسَبَّحَ ذَالِکَ النُّوْرُ فَلِذَالِکَ سُمِّیَتْ تِلْکَ الْاَصْبَعُ مُسَبِّحَةً کَمَا فِی الرَّوْضِ الْفَائِقِ اَوْ اَظْهَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی جَمَالَ حَبِیْبِهٖ فِیْ صِفَاءِ ظَفَرِیْ اِبْهَامَیْهِ مِثْلَ الْمِرْاٰةِ فَقَبَّلَ آدَمُ ظَفَرِیْ اِبْهَامَیْهِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ فَصَارَ اَصْلاً لِذُرِّیَّتِهٖ فَلَمَّا اَخْبَرَ جِبْرِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظَفَرِیْ اِبْهَامَیْهِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا (تفسیر روح البیان، ص ۶۴۹، ج ۴۔ فتاویٰ جواہر۔ فتاویٰ سراج المنیر۔ فتاویٰ مفتاح الجنان)

ترجمہ:۔ قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا

اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمکایا تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی۔ اسی واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ

روض الفائق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم نے اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ (تفسیر روح البیان، ص ۶۴۹، ج ۴۔ فتاویٰ جواہر)

اس کے علاوہ یہ واقعہ انجیل مقدس میں بھی ہے۔ چنانچہ برناباس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یوں ارشاد ہے کہ

۱۴: فلما انتصب آدم علی قدمیه رأی فی الهواء کتابة تتائق کالشمس نصبها لااله الا الله محمد رسول الله.

۱۵: ففتح حینئذ آدم فاه وقال أشکرک ایها الربّ الهی لانک تفضلت فخلقتنی.

۱۶: ولکن اصرع الیک ان تنانی ما معنی هذاه الکلمات "محمد رسول الله"

۱۷: فاجاب الله مرحبابک یاعندی آدم

۱۸: وانی اقول لک انک اول انسان خلقت.

۱۹: وهذا الذی رأتبه انما هو ابنک الذی سیأتی الی العالم بعد الآن بسین عدیدة.

۲۰: وسیکون رسولی الذی للجمله خلقت کل الاشیاء.

۲۱: الذی متی جاء سیعطی نور اللعالم

۲۲: الذی کانت نفسه موضوعة فی بهاء سماوی ستین الف سنة قبل ان اخلق شیئا

۲۳: ففرع آدم الی الله قائلا یا رب هبنی هذه الکتابة علی ابهامیه علی ظفر ابهام الیل الیمنیٰ مانصّه لا اله الا الله.

۲۶: وعلیٰ ظفر ایهام السید الیسری ما نصّه محمد رسول الله.

۲۷: فقبل الانسان الاول بجنو ابوی هذه الکلمات

۲۸: ومسح عینه وقال بورک ذلک الیوم الذی ستأتی فیه الی العالم.

(انجیل برناباس۔ ص۶۰، ۶۱ مطبوعہ مصر مترجم دکتور خلیل سعادۃ مقدمہ و ناشرہ السید محمد رضا رشید منشی مجلہ المنار مصر مطبوعہ فصل تاسع وثلاثون باب ۳۹۔)

ترجمہ:۔ جسم اطہر میں روح داخل ہونے کے بعد جب حضرت

آدم (علیہ وعلیٰ نبینا السلام والصلوٰۃ) اپنے دونوں قدموں کے بل کھڑے ہو گئے تو انہوں نے فضا میں ایک تحریر دیکھی جو کہ سورج کی مانند چمکتی تھی اور اس کی عبارت یہ تھی۔ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

اس وقت آدم علیہ السلام نے اپنا منہ حمد کے لیے کھولا اور کہا ''اے میرے رب میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ اے میرے معبود تو نے عین نوازش کی اور مجھے پیدا کیا۔

اور البتہ اے مالک انس وجان ورازق کون ومکان میں نہایت عاجزی سے تیری خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ تحریر میں جو یہ کلمات ہیں (محمد رسول اللہ) ان کا مطلب کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میرے بندے آدم تو نے جو میری ثناء کی ہے اس پر تجھے مرحبا کہتا ہوں۔

اور میں تجھے یہ بتلا دیتا ہوں کہ تو سب سے پہلا انسان ہے جو پیدا کیا گیا ہے۔

اور یہ جس کو تو نے دیکھا ہے یہ تیرا مولود مسعود ہے جو کہ آج سے لے کر کئی سال تیرے بعد دنیا میں ظہور پذیر ہوگا۔

پھر وہ میرا پیغمبر اور رسول ہوگا۔ ایسا رسول کہ جس کی خاطر میں نے ہر ایک چیز پیدا کی۔

وہ ایسی برگزیدہ ہستی ہے کہ جب وہ تشریف لائے گا تو تمام عالم کو اپنے نور سے منور کرے گا۔

وہ میرا ایسا رسول ہے کہ جس کا نور ایک آسمانی قندیل میں دنیا کے پیدا کرنے سے ۶۰ ہزار سال پہلے موجود تھا۔

پھر آدم علیہ السلام نے نہایت ہی عاجزی سے درخواست کی کہ اے مولا کہ یہ تحریر میرے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخنوں پر ثبت فرمادے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سب سے پہلے انسان یعنی آدم کو یہ تحریر دے دی۔

اور وہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر آ گئی۔ لا الہ اللہ کے کلمات دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر ثبت ہو گئے۔

اور محمد رسول اللہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لکھا گیا۔ پس حضرت آدم نے دونوں انگوٹھوں کو اس جگہ سے چوم لیا۔ جہاں دونوں طرف فرداً فرداً یہ کلمات لکھے ہوئے تھے۔

اور اپنی آنکھوں پر چومنے کے بعد دونوں انگوٹھوں کو مل لیا اور کہا وہ دن برکت دیا گیا جس دن اے میرے بیٹے تو دنیا میں جلوہ گر ہوگا۔

گو کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو دیکھ کر یا سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں پہ لگانے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اپنے باپ کی سنت پر عمل کرنا اپنے باپ کے ہونے کا ثبوت دینا ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نافرمان اولاد اور گستاخ بیٹے اپنے باپ کی بھرپور مخالفت کرتے ہوئے ایسا کرنے والوں کو مشرک و بدعتی کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کی برکت سے بخشش ہوگئی

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے مسلسل ایک سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جب وہ مر گیا تو لوگوں نے نہ اسے غسل دیا، نہ جنازہ پڑھا اور نہ ہی دفن کیا بلکہ اس کی میت کو اٹھا کر آبادی سے باہر کوڑے اور گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔

فَاَوْحی اللّٰہُ اِلٰی مُوْسٰی ان اخرجہ وَصَلِّ عَلَیْہِ ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو وہاں سے اٹھا کر اس کی نماز جنازہ پڑھو اور باعزت دفناؤ۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا۔

اے پروردگار! بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے اور اس کے برے کردار کی وجہ سے اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی نازل فرمائی کہ ہاں واقعۃً وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن۔

کُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاتَ وَنَظَرَ اِلٰ اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَہٗ وَوَضَعَ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَغَفَرْتُ لَہٗ وَزَوَّجْتُہٗ سَبْعِیْنَ حُوْرًا

جب بھی وہ تورات کو پڑھنے کیلئے کھولتا اور اس کی نظر میرے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر پڑتی تو وہ اس نام کو چومتا (بوسہ لیتا) اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر

درود بھیجتا تھا۔ میں نے اس کی اس ادا کو قبول کر لیا۔ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اپنے یار کے نام کی تعظیم کی بدولت اس کے سو سال یا دو سو سال کے گناہ معاف کر دیئے اور وہ جنتی ہو گیا ہے اور ستر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا ہے۔ (روح البیان، ص ۱۷۵، ج ۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین، ابن عساکر۔ خصائص الکبریٰ، ص ۴۴، ج ۷۔ سیرت حلبیہ اردو، ص ۲۸۵، ج ۲۔ نزہۃ المجالس، ص ۱۷۲۔۱۷۳، ج ۲۔ آب کوثر، ص ۲۰۱۔ فضائل درود شریف، ص ۱۰۵ از مولوی زکریا صاحب۔ مقاصد السالکین، ص ۵۰۔ القول البدیع، ص ۱۱۸۔ تاریخ الخمیس)

جلا سکتی ہے کیونکر آگ اس دل کو جہنم کی
کہ کندہ ہو نبی کا نام جس دل کے نگینے میں

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
خدا نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

مولوی زکریا سہارنپوری تبلیغی دیوبندی نے

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس قسم کے واقعات میں کوئی اشکال کی بات نہیں۔ نہ تو ان کا یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھ لینے سے سارے گناہ کبیرہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں اور نہ اس قسم کے واقعات میں کوئی مبالغہ یا جھوٹ وغیرہ ہے۔ یہ مالک کے قبول کر لینے پر ہے وہ کسی شخص کی معمولی سی عبادت ایک دفعہ کا کلمہ طیبہ قبول کر لے جیسا کہ فصل اول کی حدیث نمبر ۱۱ میں حدیث البطاقہ میں گزر چکا ہے تو اس کی برکت سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کی تو مغفرت نہیں فرماتے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے (یعنی مشرک و کافر کی تو مغفرت ہے نہیں) اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے بخش دیں گے۔

اس لیے ان قصوں میں اور اس قسم کے دوسرے قصوں میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کو کسی کا ایک دفعہ کا درود پڑھنا پسند آجائے وہ اس کی وجہ سے سارے گناہ معاف کردے بااختیار ہے۔

ایک شخص کے کسی ذمہ کے ذمہ ہزاروں روپے قرض ہیں وہ قرضدار کی کسی بات پر جو قرض دینے والے کو پسند آگئی ہو یا بغیر ہی کسی بات کے اپنا سارا قرضہ معاف کردے تو کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

اسی طرح اللہ جل شانہٗ اگر کسی کو محض اپنے لطف و کرم سے بخشد۔ تو اس میں کیا اشکال کی بات ہے۔

ان قصوں سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف کو مالک کی خوشنودی میں بہت زیادہ دخل ہے اس لیے بہت ہی کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ نہ معلوم کس وقت کا پڑھا ہوا اور کس محبت کا پڑھا ہوا پسند آجائے۔ ایک دفعہ کا بھی پسند آجائے تو بیڑا پار ہے۔

بس ہے اپنا ایک ہی نالہ اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

(فضائل درود شریف، ص ۱۰۵۔ از مولوی زکریا تبلیغی دیوبندی)

مولوی عبدالستار اہلحدیث وہابی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ

امر ہویا جد اوپر تہاڈے اساں تورات اتاری
سن کے صفت حبیب میرے دی اس نوں لگی پیاری
نام محمد دیکھے ادبوں بہت خوشی وچہ آیا
اسم مبارک چم کر اپنے اکھیاں نال لگایا
بخش دتا اساں راضی ہو کر حرمت شاہ ابراراں
ستر حوراں خدمت اندر بخشیاں خدمت گاراں

(اکرام محمدی، ص ۴۸۔ از عبدالستار وہابی)

حضرات! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امتی ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کرتے ہوئے آنکھوں پر لگائے اور چومے اور درود شریف پڑھے اس کی نجات ہو سکتی ہے۔

تو کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اپنے آقا کے نام پاک کی تعظیم کرتے ہوئے اسم مبارک کو چوم کر درود شریف پڑھے گا اس کی کیوں نہ نجات ہو گی۔

سانوں ساریاں ناواں توں سرکار دا ناں سوہنا
سانوں ساریاں شہراں توں سوہنے دا گراں سوہنا

نام مبارک کی تعظیم اور اس کی برکتیں

سید العارفین حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بود در انجیل نام مصطفےٰ آں سر پیغمبراں بحر صفا

بود ذکر غز و صوم و اکل او	بود ذکر حلیہ ہا وشکل او
چوں رسیدندے بداں نام وخطاب	طائفہ نصرانیاں بہر ثواب
رونہا دندے بداں وصف لطیف	بوسہ دادندے بداں نام شریف
نور احمد ناصر آمد یار شد	نسیل ایشاں نیز ہم بشیار شد

ترجمہ:۔ انجیل میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک درج تھا وہ مصطفیٰ جو پیغمبروں کے سردار اور بحر صفا ہیں۔

نیز آپ کے اوصاف جسمانیہ شکل وشمائل جہاد کرنے، روزہ رکھنے اور کھانے پینے کا حال بھی درج تھا۔

عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچتی تو وہ لوگ بغرض ثواب یہ اچھائی کرتے کہ اس نام شریف کو بوسہ دیتے (چوما کرتے) اور اس ذکر مبارک پر بطور تعظیم منہ رکھ دیتے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک پڑھ کر اپنے سروں کو ادب سے جھکا دیتے تھے اور پھر اس وقت کے ظالم و جابر وزیر نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو ادب سے چومنے والا وہ گروہ اس فتنہ عظیم سے محفوظ رہا۔

(اس تعظیم کی بدولت) ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک (ہر معاملے میں) ان کا مددگار اور ساتھی بن گیا۔

دوسرا گروہ:۔

وان گروہ دیگر از نصرانیاں
نام احمد داشتندے مستہاں

ستھاں خوار گشتند آں فریق
گشتہ محروم از خود و شرط طریق

ترجمہ:۔ اور ان نصرانیوں کا وہ دوسرا گروہ حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی بے قدری کیا کرتا تھا۔

وہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے اپنی ہستی سے بھی محروم ہو گئے (کہ قتل کیے گئے) اور مذہب سے بھی محروم ہو گئے۔ یعنی عقائد خراب ہو گئے۔

نام احمد چوں چنیں یاری کند
تا کہ نورش چوں مددگاری کند

نام احمد چوں حصارے شد حصیں
تا چہ باشد ذات آں روح الامین

ترجمہ:۔ حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ایسی مدد کرتا ہے تو خیال کرو کہ آپ کا نورِ پاک کس قدر مدد کر سکتا ہے۔

جب حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہی حفاظت کے لیے مضبوط قلعہ ہے تو اس روح الامین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کیسی ہو گی۔ (مثنوی شریف۔ دفتر اول ۲۶، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں در محیط آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد درآمد و نزدیک ستون بنشست و صدیق رضی اللہ عنہ در برابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست و باذان اشتغال فرمود کہ یا ابوبکر ہر کہ بگوید چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہان جدید و قدیم

اوراگر بعمد بوده باشد اگر بخطاء۔

ترجمہ:۔ محیط میں لایا ہے کہ نبی کریمصلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی جب انہوں نے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری آنکھیں آپ (کے نام) سے ٹھنڈی رہیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے چکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ (تفسیر روح البیان)

اللہ تعالیٰ تمام نئے و پرانے ظاہر و باطن گناہوں سے درگزر فرمائے گا:

حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ در قوت القلوب روایت کردہ از ابن عینیہ رحمہ اللہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بمسجد درآمد در دہتہ محرم وبعد از آنکہ نماز جمعہ ادا فرمودہ بود نزدیک نہ قرار گرفت وابوبکر رضی اللہ عنہ بظہر ابہامین چشم خود را مسح کرد وگفت۔ قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وچوں بلال رضی اللہ عنہ از اذاں فراغتی روئے نمود حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ ای ابابکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از روئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے درگزارد گناہان دیرا انچہ باشد تو دو کہنہ خطا و عمد و نہاں وآشکارا۔ (از تفسیر روح البیان۔ ص ۶۴۸، ج ۴)

ترجمہ:۔ امام ابوطالب محمد بن علی مکی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف قوت القلوب کے حوالہ سے زبدۃ المفسرین علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ امام ابوطالب محمد بن علی مکی اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اپنی کتاب قوت القلوب میں فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ روایت فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز جمعہ ادا فرمانے کے لیے دس محرم کو مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک ستون کے نزدیک جلوہ افروز ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اذان میں حضور کا نام سن کر) اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہا جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر جو کچھ تم نے کہا ہے میری محبت میں جو بھی کہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے وہ کرے (یعنی انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے ظاہر اور باطنی گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور بخش دے گا۔

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیلمی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ خلیفہ اول امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مؤذن کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتے سنا۔ قَالَ ھٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنْمِلَتَیْنِ السَّبَابَتَیْنِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْہِ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ

وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَافَعَلَ خَلِيْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ ۔

(مقاسد حسنہ، ص ۳۸۴، مطبوعہ مصر)

تو یہی کہا اور اپنی شہادت کی انگلیوں کے پورے زیریں جانب سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے دوست کی طرح کرے گا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

آنکھیں نہ دُکھیں گی

یہی امام سخاوی حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی کی کتاب ''موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ'' سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ قال حین یَسمع المؤذن یقول اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ مرحبا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ مُحَمَّد بن عَبْدُ اللّٰہ ثُمَّ یُقَبِّل اِبْھَامَیْہِ وَیَجْعَلُھُمَا علی عَیْنَیْہِ لَمْ یَرْمُدْ اَبَدًا (المقاصد الحسنہ)

ترجمہ:۔ جو شخص موذن سے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ سن کر کہے۔

مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ مُحَمَّد بن عبداللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم پھر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

یہی امام سخاوی فقیہہ محمد بن سعید خولانی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص

موذن سے اشھدان محمدا رسول اللہ سن کر کہے۔

مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ محمد بن عبدالله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں کبھی دکھیں گی۔ (المقاصد الحسنہ، ص ۳۸۵)

یہی امام سخاوی شمس الدین امام محمد بن صالح مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت مجد مصری کو جو کاملین صالحین میں سے تھے سنا کہ

مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِذَا سَمِعَ ذِكْرَه فِي الْاَذَانِ وَجَمَعَ اِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْاِبْهَام وَقَبَّلَهُمَا وَمَسَحَ بِهِمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمُدْ اَبَدًا (المقاصد الحسنہ)

جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن کر درود پڑھے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کو بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

مشائخ عراق علیہم الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ امام شمس محمد بن صالح مدنی علیہ الرحمۃ کی لکھی ہوئی تاریخ میں لکھا ہے کہ عراق الاعجم کے بہت سے مشائخ عظام نے فرمایا ہے کہ

جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود شریف پڑھے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَاحَبِيْبَ قَلْبِيْ

وَیَا نُوْرَ بَصَرِیْ وَیَا قُرَّةَ عَیْنِیْ
کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

امام محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ الحمد للہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں آج تک میری آنکھیں نہیں دُکھیں نہ دُکھیں گی اور نہ میں اندھا ہوں گا۔ انشاء اللہ (المقاصد الحسنہ)

یہی امام سخاوی امام طاؤس

سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے استاذ حدیث علامہ شمس محمد بن ابن نصر بخاری خواجہ حدیث سے یہ حدیث مبارک سنی۔ فرمایا

من قبل عِنْدَ سَمَاعِهِ مِنَ الْمُؤَذِنَ کلمة الشَّهَادَة ظفری اِبْهَامَیْهِ ومسحهما علیٰ عَیْنَیْهِ وَقَالَ عِنْدَ الْمَسِّ اَللّٰهُمَّ احْفِظْ حَدَقَتَیَّ وَنُوْرَهُمَا بِبَرْكَةِ حَدَقَتَی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنُوْرَهُمَا لَمْ یَعْمَ (المقاصد الحسنہ)

جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ احْفِظْ حَدَقَتِیْ وَنُوْرَهُمَا بِبَرْكَتِهٖ حَدَقَتِیْ مُحَمَّد رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم وَنُوْرِهِمَا

وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر ملنے اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی

حضرت محدث محمد طاہر بن علی سندی پٹنی علیہ الرحمۃ متوفی ۹۸۶ھ

تذکرۃ الموضات میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء محدثین کرام سے مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اذان میں سن کر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں مسبحہ (شہادت والی) انگلیوں کو ملا کر انہیں چوم کر آنکھوں پر ملے اس کی آنکھیں کبھی نہیں دُکھیں گی۔

اور امام ابن صالح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مشائخ کرام سے سنا ہے کہ وہ انگوٹھے آنکھوں پر ملتے وقت یوں کہتے ہیں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

یَاحَبِیْبَ قَلْبِیْ وَیَانُوْرَ بَصَرِیْ وَیَا قُرَّۃُ عَیْنِیْ

یہ عمل کرنے والے بزرگ فرماتے ہیں کہ جب سے میں یہ کرنے لگا ہوں میری آنکھیں کبھی نہیں دُکھیں اور سارے بزرگوں نے اس کا تجربہ کیا اور حضرت خضر علیہ السلام (بھی اسی طرح مروی ہے اور) جیسے مروی ہے ایسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی۔ (تذکرۃ الموضوعات، ص ۳۲، طبع دمشق)

اسی طرح کتب فقہ میں بھی اس عمل کو مستحب لکھا گیا ہے۔ چنانچہ فقیہہ خراساں امام شمس الدین محمد الخراسانی علیہ الرحمۃ جامع الرموز شریف میں فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّھَادَۃِ الثَّانِیَۃ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعِنْدَ سَمَاعَ الثَّانِیَہ مِنْھَا قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

ثُمَّ یُقَالُ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِاسَمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضَعَ ظَفَرِی الْاِبْھَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یکون قاعدًا

لَهُ اِلَی الْجَنَّةِ

ترجمہ:۔ یعنی پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه
اذان میں سن کر کہنا چاہیے۔
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه
اور دوسری بار سن کر کہنا چاہیے۔
قُرَّةُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه
بعد اس کے دونوں انگوٹھے اپنی دونوں آنکھوں پر ملے یہ مستحب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو جنت میں لے جائیں گے۔ (جامع الرموز شریف، ص ۵۶، ج ا، طبع لکھنو)

چار ہزار گناہ (صغیرہ) معاف

اخون درویزہ ننگہاری فرماتے ہیں کہ:
اذان میں شہادت کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھے تو اس کے چار ہزار گناہ (صغیرہ) معاف ہوجاتے ہیں۔ (ارشاد الطالبین)

؎ یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی تو لیتا ہے بنا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سانوں ساریاں ناواں توں سرکار دا ناں سوہنا
تے ساریاں شہراں توں سوہنے دا گراں سوہنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے جنت میں ساتھ لے جائینگے

فقہ حنفی کی مشہور ومعروف کتاب شامی شریف میں علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وَاعْلَمْ اَنَّهُ یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ

سَمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِیَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه ثُمَّ یُقَالُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظَفْرَیْ الْاِبْهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ لَهٗ قَائِدًا اِلَی الْجَنَّةِ

جان لو بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه اور دوسری شہادت کے سننے پر قُرَّةُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے۔
اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قائد ہوں گے اور ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ (شامی شریف، ص ۳۷۰، ج ۱، مطبوعہ مصر۔ شرح نقایہ۔ شرح الکبیر از علامہ امام قہستانی کنز العباد سے)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رد المختار شرح در مختار میں یہی عبارت لکھ کر فرماتے ہیں۔

کذا فی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاوی الصوفیه وفی کتاب الفردوس مَنْ قَبَّلَ ظَفْرِیْ اِبْهَامَیْهِ عِنْدَ سَمَاعِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فِی الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُهٗ وَمُدْخِلُهٗ فِیْ صُفُوْفِ الْجَنَّةِ وَتَمَامُهٗ فِیْ حَوَاشِیْ الْبَحْرِ لِلرَّمْلِیْ

(رد المختار شرح در مختار، ص ۳۷۰، ج ۱)

ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں اور اس کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں

ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخن کو چومے (اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ) میں اس کا قائد بنوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اس کی پوری بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

رئیس المفسرین علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے بھی امام قہستانی علیہ الرحمۃ کی عبارت اپنی تفسیر روح البیان ص ۳۲۸۔۳۲۹، ج ۱ میں درج فرمائی ہے۔

رئیس الفقہاء الخلیفہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مراقی الفلاح میں یہی عبارت اور دیلمی کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی مرفوع حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وَکَذَا رُوِیَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَیْہِ السَّلَامِ وَبِمِثْلِہٖ یَعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ

اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ (طحطاوی شریف، ص ۱۲۲)

نہ کبھی اندھا ہو گا اور نہ کبھی آنکھیں دُکھیں گی

شافعی مذہب کی مشہور کتاب اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین کے صفحہ ۲۴۷ اور مالکی مذہب کی مشہور کتاب کفایۃ الطالب الربانی لرسالۃ ابن ابی زید القیروانی کے صفحہ ۱۶۹ پر ہے کہ جب اذان میں حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کا نام پاک سنے تو درود شریف پڑھے۔

ثُمَّ یُقَبِّلُ اِبْهَامَیْهِ وَیَجْعَلُهُمَا عَلٰی عَیْنَیْهِ لَمْ یَعْمَ وَلَمْ یَرْمُدْ اَبَدًا

پھر انگوٹھے چومے اور ان کو آنکھوں پر رکھے تو نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

شیخ المشائخ سید العلماء الحنفیہ مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

فرماتے ہیں کہ

اسئلت عن تقبیل الابہامین ووضعهما علی العینین عند ذکر اسمه صلی اللّٰه علیه وسلم فی الاذان هل هو جائزام لااُجبتُ بها نَصَّهٗ نعم تَقْبِیْلُ الاِبْهَامَیْن ووضعهما عَلَی الْعَیْنَیْنِ عِنْدَ ذِکْرِ اسمهٖ صلی اللّٰه علیه وسلم فی الاَذَانِ جَائِزٌ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ صرح بهٖ مَشَائِخُنَا

ترجمہ:۔ مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ہمارے مشائخ مذہب نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ، ص۱۴)

بوقت اذان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے

چوم کر آنکھوں سے لگانا اور درود شریف پڑھنا علامہ شیخ احمد طحطاوی (م ۱۲۳۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه جب موذن پہلی بار کہے تو (سننے والا) کہے صلی اللّٰه علیک یا رسول اللّٰه اور دوسری بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر پڑھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہوں گے۔

اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کی دونوں انگلیوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ملنا موذن کے اشھد ان محمد رسول اللّٰه کہنے کے وقت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو میری شفاعت لازمی ہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۱۱۱، مطبوعہ کراچی)

حضرات! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک بوقت اذان واقامت یا جب بھی نام پاک لے تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی (م ۱۳۰۴ھ) فرنگی محلی لکھتے ہیں:

بعضے فقہا مستحب نوشتہ اند و حدیثے ہم دریں باب نقل میسازند مگر صحیح نیست دو رامر مستحب فاعل وتارک ہر دو قابل ملامت و تشنیع نیستند در جامع

الرموزی آرد اعمله انه یستحب ان یقال عند سماع اوّل من شهادة صلی اللّٰه علیک یارسول الله وعند سماع الثانیه قرة عینی بک یارسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم ثم یقال اَللّٰهمَّ متعنی بالسمع والبصر وبعده وضع ظفر الیدین علی العینین فانه صلی اللّٰه علیه وسلم یکون قائدا له الی الجنة. کذا فی کنز العباد انتهی (مجموعہ فتاویٰ، ص ۴۷، حصہ سوم، طبع لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

حضرت علامہ نور الدین الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اذان میں سن کر انگوٹھے چوما کرتا تھا۔ پھر چھوڑ دیا تو میری آنکھیں بیمار ہوگئیں تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو سرکار نے فرمایا تو نے اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں درست ہوجائیں تو وہ عمل پھر شروع کردے پس میں بیدار ہوا اور یہ عمل شروع کردیا تو میری آنکھیں درست ہوگئیں اور اس کے بعد اب تک وہ مرض نہیں لوٹا۔ (نہج السلامہ فی تقبیل الابہامین فی الاقامہ، ص ۴)

عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ

ایک روز اذان دے رہے تھے اور انہوں نے جب کلمہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ پکارا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل دیکھ کر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر تم نے کیا کام کیا ہے۔

فَقَالَ سَمِعْتُ اسمکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه فِی الْاَذَانِ فَقَلَبْتُ اِبْهَامَیْ فَوَضَعْتُ عَلٰی عَیْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلی اللّٰه علیه وسلّم مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَافَعَلَ عُمَرُ فَاَنَا طَالِبُه فِی صَفُوْفِ الْقِیَامَة، قَائِدُهٗ اِلَی الْجَنَّةِ

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کا اسم مبارک اذان میں سنا اور بوجہ غلبہ محبت کے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کرے گا۔ تحقیق میں اس کو قیامت کے کی صفوں میں تلاش کروں گا اور اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔ ایسا ہی بروایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بستان المحد ثین میں بھی مذکور ہے۔ (محیط۔ جمال رسول ص ۲۶۷، از ابوالفیض قلندر علی سہروردی)

فتاویٰ واحدی:

وَضْعُ الْاِبْهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فِی الْاَذَانِ عِنْدَ قَوْلِهٖ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه سُنَّة کَذَا فِی المضمرات.

ترجمہ:۔ اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللّٰه کے سننے پر دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھنا سنت ہے۔

(فتاویٰ واحدی، ص ۷۵، ج ۱)

شبہ:۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث ضعیف ہیں۔

ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

(فتح القایہ فی شرح نقایہ، باب الاذان)

نیز فرماتے ہیں یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔

(الموضات الکبریٰ، ص ۲۰۱ مطبوعہ کراچی)

حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں

وَاجْمَعُوْا عَلٰی جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ فِی فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ

فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے اسی پر اجماع ہے بلکہ ارباب کمال کے نزدیک یہ عمل مستحب ہے۔ جیسا کہ فقہاء کرام کی ان عبارتوں سے ثابت ہوتا ہے جو پہلے گزر چکی ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

حرز ثمین شرح حصن حصین میں ہے

قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علیٰ جواز العمل به فی فضائل الاعمال بالاتفاق

یعنی تمام حفاظ حدیث اور اربعین کے الفاظ میں تمام علماء حدیث کا اس پر اجماع ہے کہ ضعیف حدیث پر فضائل اعمال میں عمل کرنا بھی ضروری اور واجب ہے اس کا فلسفہ مندرجہ ذیل ہے۔

لانه ان كان صحيحا فی نفس الامر فقد اعطیٰ حقه من العمل والا لم تيرب على العمل به مفسدة تحليل ولاتحريم ولاضياع حق لغيره. (کتاب فتح المبین شرح اربعین)

اگر حدیث نفس امر میں صحیح ہے تو عمل کرنے کے لیے اس نے اپنا حق ادا کر دیا اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس پر عمل کرنے سے نہ شرعی تحلیل میں کوئی فساد اور نہ کسی تحریم کا ارتکاب اور نہ کسی کے حق کو ضائع کرنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ فضائل اعمال کے بارے میں ہے۔

حضرت علامہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قلت واذا ثبت رفعه الى الصديق رضى الله عنه فيكفى للعمل به لقوله عليه الصلوٰة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين.

ترجمہ:۔ میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لیے کافی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت۔ (موضوعات کبیر، ص ۶۴)

معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک اس کا رفع ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت

ہے۔ چنانچہ مخالفین کے سرکردہ جناب خلیل احمد انبیٹھوی اور جناب رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو۔ خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔ (براہین قاطعہ، ص ۲۸)

ثابت ہوا کہ انبیٹھوی اور گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے کیونکہ ملا علی قاری کی عبارت سے قرون ثلاثہ میں اس کی اصل متحقق ہوگئی پھر اس کو بدعت وغیرہ کہنا محض جہالت اور تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

منکرین کو جب کوئی جواب نہ آئے تو کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہیں حالانکہ ان کا اپنا ایمان ضعیف ہوتا ہے۔ بہر حال اس کا جواب بھی ان کے مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دار العلوم دیوبند دیتے ہیں۔

اگر چہ حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث

ایک مرتبہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ مولانا محمد قاسم کو گلاب سے زیادہ محبت تھی۔ جانتے بھی ہو کیوں تھی ایک صاحب نے عرض کیا کہ ایک حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ گلاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرقِ مبارک (پسینہ) سے بنا ہوا ہے فرمایا ہاں۔ اگر چہ حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث۔

(حکایات دیوبند المعروف ارواح ثلاثہ، ص ۲۹۰، از مولوی اشرف علی تھانوی صاحب)

حضرات! ہم اہل سنت وجماعت بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر چہ بقول تمہارے انگوٹھے چومنے والی حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث۔ اگر گلاب والی حدیث پر عمل ہو سکتا ہے تو انگوٹھے چومنے والی حدیث پر عمل

کیوں نہیں ہوسکتا ہے۔

تفسیر جلالین عربی

میں ہے کہ جب مؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه پڑھے تو سن کر صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه پڑھو اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پہ لگاؤ۔

حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ النعیمی القادری قدس سرہ العزیز

سے مسئلہ پوچھا گیا کہ اذان یا اور جگہ حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسم سامی لیا جائے اور سامع اپنے دونوں انگوٹھے چومے تو کیا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو نص حدیث شریف سے دلیل دے کر تحریر فرمادیں۔ (بینوا توجروا)

الجواب:۔ فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعت کا مذہب ہے اور قرآن کریم واحادیث حبیب ومحبوب عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے واضح طور پر ثابت ہے کہ اصل اشیاء اباحت ہے، یعنی جب تک شرع مطہر سے کسی شی کی حرمت وکراہت ثابت نہ ہو تو اسے حرام ومکروہ نہیں کہہ سکتے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔۔

عَفَی اللّٰهُ عَنْهَا ۔اس کی تفسیر میں ہے عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم عَنْ اَشْیَاءِ فَقَالَ الْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِی کِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ وَمَا سَکَتَ

ـنہُ فَھُوَ مِمَّا قَدْ عَفٰی عَنْہُ فَلَا تُکَلِّفُوْا (تفسیر خازن، ص۸۲، ج۲، مصری۔
تفسیر کبیر، ص۴۵۹، جلد۳۔ معالم التنزیل، ص۸۲، ج۲، مصری۔ سنن ابن ماجہ، ص۲۴۹،
سنن الترمذی، ص۲۱۹، جلد۱۔)

اصل اشیاء اباحت ہے۔ ہدایہ مطبوعہ مع الشروع عنایہ شرح ہدایہ۔ فتح القدیر، ص۲۷۳،
جلد۳۔ منحۃ الخالق، ص۱۷، جلد۱۔ شامی، ص۹۸، جلد۱۔ میں ہے)

(شامی کے یہ لفظ ہیں وصرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمہور من الحنفیۃ والشافعیۃ اھ وتبعۃ تلمیذہ العلامۃ قاسم وجری علیہ فی الہدایۃ من الحدادو فی الخانیۃ من اوائل الحضر والاحتہ)

تو روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ انگوٹھوں کا چومنا اصل میں کم از کم مباح ضرور ہے کہ شرح مطہر سے اس کی ممانعت نہیں آئی اور جب نیت تعظیم محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے چومے جاتے ہیں تو مستحب وعبادت بن جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلَا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ۔ خبردار تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ صحیح بخاری شریف کی پہلی حدیث یہی ہے اور ایسے ہی

مسند امام حضرت سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے پہلی حدیث یہی ہے کہ اَلَا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ۔ حضرت امام قاضی عیاض مالک شفا شریف، ص۱۲۸، ج۲ حضرت شیخ الامام الکمال ابن الہمام فتح القدیر، ص۱۰۱، ج۳ علامہ شیخ محمد طاہر مجمع البحار، ص۴۸، ج۱۔ علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ، ص۵۱ علامہ شامی علیہ الرحمۃ رد المختار، ص۲۸۵، جلد۵۔ امام

محی الدین ابوزکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔ والنظم الذی الشرف المباحات تصیر طاعات بالنیات الصالحات

اب بحمدہ تعالیٰ کھل گیا کہ تَقبِیلُ الْاَبْهَامَیْنِ التعظیم اسم المحبوب صلی اللّٰه علیه وسلم انگوٹھے چومنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کیلئے شرح اطہر میں جائز و مستحب ہے۔ نیز قرآن کریم سے صحیح طور پر ثابت اور حدیث شریف اور ائمہ قدیم وحدیث سے بھی کہ ثابت اس محبوب طالب و مطلوب کی تعظیم واجلال شرعاً نہایت ضروری ولابدی ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

لِتُؤمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔

معالم، ص ۱۵۹، ج ۶ میں ہے (وتعزروه) ای تعلینوه وتنصروه (وتوقروه) تعظموه وتفخموه هذه الكنات راجعة الى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ونحوه فى الخازن وايضا فيه والتغرير نصر مع التعظيم. شفا شريف ص ۲۸، جلد ۲ ميں هے قال ابن عباس تعزروه تجلوه وقال المبرد تبالغوا فى تعظيم مجمع البحار، ص ۲۳۹، ج ۲ میں ہے تعظیمه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم افضل القرب۔

اور اصول کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ اَلْمُطْلَقُ یَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ تو جو قول فعل تعظیم پر دال ہوگا وہ کم از کم جائز و مستحسن ضرور ہوگا۔ لہٰذا فتح القدیر، ص ۹۴، ج ۳، فتاویٰ عالمگیری، ص ۱۳۵، ج ۱ میں ہے۔

كل ما كان ادخل فى الادب والاجلال كان حسنا۔

پس تقبیل الابہامین جو دال بر تعظیم ہے ضرور جائز و مستحسن ہوئی۔

نیز حدیث میں وارد ہے کہ مَارَاہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ (مسند احمد، ص ۳۷۹، ج ا۔ مجمع الزوائد، ص ۱۷۷۔۱۷۸، ج ۱)

جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اور تقبیل الابہامین کو اہل اسلام حسن جانتے ہیں اور نفی ورود حدیث مرفوع صحیح خاص جزئیہ میں نفی وجود صحیح نہیں اور ایسے ہی نفی صحیح سے نفی حسن وضعیف نہیں ہوسکتی اور وہ بھی فضائل اعمال میں مقبول اور یونہی نفی مرفوع سے نفی موقوف نہیں ہوسکتی اور موقوف بھی حجت ہے۔

(خاتمہ مجمع البحار، ص ۵۰۶۔ قولنا لم یصح لایلزم منه العدم الخ۔ تفسیر کبیر، ص ۲۴۶، ج ۱)

عدم الوجدان لایدل علی عدم الوجود عنیه وغیرها میں ہے مذہب الصحابی حجة یجب تقلیده، فتح القدیر، ص ۹۵، جلد ۲ میں ہے والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع۔

بلکہ حدیث صحیح کی نفی صاف صاف بتاتی ہے کہ حدیث حسن یا ضعیف مرفوع یا موقوف صحیح ثابت ہے کہ مفہوم مخالف روایات میں ضرور بالضرور معتبر فی الروایات اتفاقا ومنه اقول الصحابہ۔ شامی، ص ۱۰۳، جلد ۱ میں ہے۔ اِنَّهٗ فی الروایات ونحوها معتبر باقسامه حتی مفهوم اللقب۔

پس جراحی کا "لم یصح فی المرفوع" کہنا ثبوت بطریق مذکورہ کا صاف طور پر پتہ دیتا ہے لہٰذا شامی علیہ الرحمۃ نے تقبیل الابہامین کو مستحب بھی لکھا اور قول جراحی بھی نقل کیا۔ ص ۳۷۰، جلد ۱ میں ہے۔

یَسْتَحِبُّ اَنْ یُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَوْلٰی مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه وَعِنْدَ الثَّانِیَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ الْاِبْهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَکُوْنُ قَائِدًا لَهٗ اِلَی الْجَنَّةِ کَذَا فِیْ کَنْزِ الْعِبَادَاةِ قهستانی ونحوه فی فتاوی الصوفیه وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه الحدیث

منیر العین ص ۱۰ امیں موضوعات ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے قلت واذا ثبت رفعه الی الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فیکفی العمل به لقوله علیه الصلوٰة والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء راشدین. معارج النبوة ص ۴، رکن اول میں ہے۔

گویند در وقت اذان در حسین استماع اشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسیدن وانگشت بر دیدہ نہادت نیز سنت آدم علیہ السلام است واحادیث در فضل آں آوردہ اند“

اور وہابیہ کے نزدیک بھی سنت ہی ہونا چاہیے کہ ان کا اپنا حکیم بہشتی زیور کے ص ۴ پر لکھتا ہے۔

سنت وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو اور گنگوہی براہین کے صفحہ ۲۸ پر کہتا ہے جو شے باوجود شرعی قرون ثلاثہ میں موجود ہو وہ سنت ہے مگر عجب کہ اس کا انکار کرتے ہیں اور فرمان باری تعالیٰ جل جلالہ۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ

وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (پ ع)

سے نہیں ڈرتے مگر ان کا مذہب ہی یہی چاہتا ہے کہ تعظیم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے روکا جائے۔

چنانچہ براہین صفحہ ۵۱ میں روئے زمین کا علم شیطان لعین کے لیے تو رشید احمد نے مان لیا اور سرکار دو عالم دانائے ماکان و مایکون سے نفی کیا۔ بلکہ اسی صفحہ میں دیوار کے پیچھے کے علم سے بھی انکار کیا اور وہ بھی حدیث موضوع ہے۔ بہر حال یہ ثابت ہوا کہ

تقبیل الابہامین عند ذکر الاسم الشریف ضرور بالضرور جائز و مستحب ہے۔

الا ان یمنع مانع کالخطبه والقراء ة فیمتنع هناک خصوصا لامطلقا. والله ورسوله اعلم وصلی الله تعالیٰ علیه واله وصحبه وسلم. (فتاویٰ نوریہ ص ۳۰۴ تا ۳۰۷، ناشر شعبہ تصنیف و تالیف دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ)

حضرات! منکرین تعظیم کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو انگوٹھوں میں نور نظر آیا تو انہوں نے انگوٹھوں کو چوما ہمیں تو نظر نہیں آتا لہٰذا ہم کیوں چومیں۔

جواب:۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صفا مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش کے لیے دوڑیں اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی تو قیامت تک کے لیے حاجیوں کو فرمایا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ صفا مروہ اللہ تعالیٰ کی

نشانیوں سے ہیں۔ان کے درمیان دوڑو۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پانی کی تلاش کے لیے دوڑیں مگر آج تو پانی کی بہتات ہے کوئی کمی نہیں پھر بھی حاجی دوڑتے ہیں۔اس لیے کہ حضرت ہاجرہ کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آگئی قیامت تک کے لیے حاجیوں کو فرمایا کہ تم بھی میری مقبول بندی کی سنت کو ادا کرو۔حاجیوں کا صفاومروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی سنت بن سکتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیتے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا بھی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت بن سکتا ہے۔یہ کہنا کہ نور نظر نہیں آتا تو اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

اے محبوب یہ لوگ تمہاری طرف نظریں تو کرتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔

ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے
اگر تجھ کو نظر نہ آئے تو تیری آنکھ کا قصور ہے

جد رب دلدیاں اکھیاں دیوے چانن ہووے نوروں
محبوباں نوں نظری آوے کیا نیڑے کیا دوروں

• حجرِ اسود کو چومنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہجوم رش زیادہ ہو حجر اسود تک نہیں پہنچ سکتے تو اگر ہاتھ میں چھڑی

(سوئی) ہے تو اس کو حجرِ اسود کی طرف اشارہ کر کے چوم لو تو سنت ادا ہو جائے گی اور ثواب مل جائے گا۔ منکرین یہاں ہاتھ کے انگوٹھے اور انگلیوں کو نہیں چومتے وہاں دونوں ہاتھ ہی چوم رہے ہیں۔ ہاتھ کیوں چومتے ہیں کہ اس میں برکت آجاتی ہے۔

اگر حجرِ اسود کی طرف چھڑی یا ہاتھ کا اشارہ کرنے سے برکت آسکتی ہے تو جس آقا کے صدقے حجرِ اسود کو یہ مقام ملا اگر اس پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لیتے وقت انگوٹھوں کو یا انگلیوں کو آنکھوں پر لگائیں گے تو کیا برکت نہیں آسکتی۔ تو وہاں بھی برکت آسکتی ہے۔

منکرین اگر نہ چومیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک تعظیم اور محبت کی وجہ سے نہ چومیں اگر چومنے پہ آجائیں تو گھر اور باہر سب جائز ہوگا۔

جے پتر چمنا جائز ہے تیرا ناں کیوں نہ چمیئے
نہ چمنا تے ہے مسلک اوتراں دا یا رسول اللہ

مولوی نور محمد دیوبندی کے نزدیک انگوٹھے چومنے کا مسئلہ بالکل صحیح و ثابت و جائز ہے۔

مولوی نور محمد دیوبندی مالک اصح المطابع کراچی نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ زیرِ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝ (سورہ احزاب، پ۲۲)

میں اس مسئلہ کو بیان کر دیا۔ کہا کہ تقبیل ابہام (یعنی انگوٹھے

چومنے) کا مسئلہ بالکل صحیح وثابت وجائز ہے اس میں کوئی شک نہیں تو انہوں نے از روئے انصاف بلا تعصب اس مسئلہ کو واضح طور پر جائز قرار دیتے ہوئے فراخدلی کا ثبوت دے دیا۔ اگرچہ بعض الناس کچھ کہتے ہیں مسئلہ کے پورے جواز بیان کے بعد کہتا ہے کہ بعض لوگ اس مسئلہ میں خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں۔ کبھی بدعت، کبھی ضعیف، کبھی ناجائز کے فتوے لگا کر لوگوں میں تفرقہ پیدا کرتے ہیں تو وہ لوگ اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہیں۔ لِاَنَّ بَعْضَ النَّاسِ یُنَازِعُ فِیْہِ لِقِلَّتْ عِلْمِہٖ (حاشیہ جلالین)

تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا دونوں انگوٹھوں کو چومنا

ایک دن اذان شام میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہادت ثانیہ میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ پر دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا میں نے عرض کیا قبلہ عالم وجہ تخصیص تقبیل الابہامین کی شہادت ثانیہ میں کہا فرمایا شامی اور روح البیان میں اسی طرح آیا ہے۔ (ملفوظات مہریہ ص ۷۵)

انگوٹھے چومنا باعث ثواب ہے دیوبندیوں کے مفتی اعظم تقی عثمانی کا فتویٰ

مفتی صاحب لکھتے ہیں: کسی نے اذان سنی اور اس میں کلمہ اشھد ان محمد رسول اللہ سنا تو اس شخص کے دل میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا داعیہ پیدا ہوا تو آپ کا اسم گرامی سنا تو محبت سے بے اختیار ہو کر اس نے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں کو لگائے تو بذات خود یہ عمل کوئی گناہ اور

بدعت کی بات نہیں۔ (کتاب بدعت ایک گمراہی، ص ۳۱، طبع لاہور)

اس لیے کہ اس نے یہ عمل بے اختیار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت ایک قابل تعریف چیز ہے اور ایمان کی علامت ہے اور انشاء اللہ اسی محبت پر اجر و ثواب ملے گا۔

(بدعت ایک سنگین گناہ، ص ۳۲۔۳۳، مین اسلامک پبلشرز لیاقت آباد کراچی)

حضرات! اہل سنت و جماعت محبت میں نام مبارک چومتے ہیں جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے پڑھتے ہیں محبت سے جھومتے اور چومتے ہیں۔ بقول مفتی تقی عثمانی کے دل میں محبت کا داعیہ پیدا ہو۔

باقی رہے دیوبندی وہابی نام مبارک نہیں چومتے بلکہ بدعت بدعت کی رٹ لگاتے ہیں اور جو جائز کہتے ہیں ان کو منع کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں۔

انہوں نے کبھی نام مبارک نہیں چوما گویا ان کے دل میں محبت کا داعیہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

واہ مفتی صاحب اپنے ہی قلم سے اپنے دیوبندیوں کا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہونے کا اقبالی جرم کا اعتراف کر لیا۔

اذان سن کر نام مبارک چومنے پر چند حوالے۔

(ردالمختار، ص ۳۷۰، ج ا۔ جامع الرموز، ص ۱۲۵، ج ا۔ حاشیہ جلالین، ص ۵۵۷۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ص ۱۲۵ تا ۱۰۷۔۹۰ طبع ملتانی)

اذان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

سن کر انگوٹھے چومنا

مولانا عبدالشکور لکھنوی دیوبندی لکھتے ہیں بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ اذان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی سن کر انگوٹھوں کو چومنا چاہیے مگر کوئی حدیث ان جلیل القدر محدثین کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچی سب ضعیف ہیں ان ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔

(علم الفقہ، ص ۲۳، جلد ۲۔ طبع کراچی)

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ اذان سننے والے کیلئے یہ مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه سنے تو صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه اور دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھ کر پڑھے۔ قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه

(علم فقہ، ص ۱۵۹)

علماء دیوبند کا فتویٰ

انگوٹھے چومنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج ۲، ص ۹۰)

دیوبندیو! اب تو آپ اپنے دار العلوم دیوبند کا فتویٰ بھی مان لو۔

قائد اہلحدیث حافظ عبد القادر روپڑی کا دست بوسی کرنا

جب صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قادیانیوں مرزیوں پر پابندی کے آرڈیننس پر دستخط کیے تو مولوی عبد القادر روپڑی وہابی اہلحدیث نے اس موقع پر صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب کے ہاتھ کو بوسہ دینا چاہا تو صدر صاحب نے کہا کہ میں ایک گناہگار مسلمان ہوں اور خود

کو اس قابل نہیں سمجھتا مگر حافظ صاحب نے اصرار کر کے صدر کے ہاتھ چوم لیے۔ صدر پاکستان کے ہاتھ چومنا جائز مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم کرتے ہوئے اپنے انگوٹھے چومنا اور درود وسلام پڑھنا یہ کیسے بدعت ہو گیا۔

صدر صاحب کا تبرک

اس موقع پر اہلحدیث کے مشہور عالم مولانا عبداللہ صاحب اسلام آباد والے نے صدر مملکت سے یہ استدعا کی انہوں نے جس قلم سے آرڈیننس پر دستخط کیے ہیں اس کی حیثیت بھی تاریخی ہو گی۔ لہٰذا یہ قلم انہیں عنایت کر دیا جائے۔ چنانچہ صدر محمد ضیاء الحق نے مسکراتے ہوئے انہیں قلم دے دیا۔ (روزنامہ مشرق لاہور۔ ۳۰/ اپریل ۱۹۸۴ء۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ شمارہ جون جولائی ۱۹۹۴ء)

منکرین نہ چومیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نہ چومیں نہ چومیں تو اللہ کے ولی کے ہاتھ نہ چومیں۔ جب چومنے پہ آ جائیں تو ایک گنہگار مسلمان کا ہاتھ چوم لیں۔ اولیاء کرام کا تبرک ان کے نزدیک حرام شرک و بدعت مگر جنرل ضیاء الحق صاحب کا تبرک جائز ہو گیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ. فان الوھابیۃ قوم لا یعقلون۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

و دیگر مشائخ عظام تقبیل ابھامین فیہا تے تو قُرَّۃُ عینی بک یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھتے تھے۔ (جواہر مجددیہ ص ۵۲)

حضور علیہ السلام کا اثر محسوس ہے اس لیے آپ کے نام پر انگوٹھے چومنا اور اللہ کے نام پر نہ چومنا قابل اعتراض نہیں

دیو بندیوں کے حکیم مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھا ہے کہ دفتر عارفین میں لکھا ہوا ہے اور دوسرے تو کنہ ذات کی کیا سمجھتے جبکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی لا احصی ثناء علیک فرماتے ہیں پھر کسی اور کی کیا مجال جو کنہ اور حقیقت دریافت کر سکے بہر حال خدا کی شان وراء الوہم ثم وراء الوہم ہے۔ تو مثل محسوس کے ذات کو مطابق واقعہ کے فرض نہیں کر سکتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرض کر سکتے ہیں کیونکہ اگر ہم نے آپ کو نہیں دیکھا مگر آپ کی ہر ادا ہمارے پیش نظر ہے اس لیے کہ آپ مثل محسوس کے ہیں اور محسوس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر محسوس ہے اور یہ ایک طبعی بات ہے چنانچہ اگر ایک طرف قرآن مجید رکھا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قمیض مبارک بھی رکھا ہو دیکھ لو دل کدھر کھنچتا ہے۔ طبیعت کا جذب کدھر زیادہ ہوتا ہے۔ گو اعتقاداً وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی تعظیم واجب ہے مگر عملاً تم اس کے ساتھ وہ برتاؤ کرو گے جو قرآن کے ساتھ نہیں کرتے۔ پھر بھی نہ یہ شرک ہے نہ ترک ادب ہے۔

(ہفت اختر روح القیام، ص ۵۸۔ از مولوی اشرف علی تھانوی)

مخالفین ہمیں برا بھلا کہنے والے لوگ اکثر یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ اگر تم انگوٹھے محبت کی وجہ سے چومتے ہو تو اللہ تعالیٰ سے کیا محبت نہیں پھر اس کا نام سن کر کیوں نہیں چومتے تو ان کے اس اعتراض کا جواب ان کے اپنے

حکیم تھانوی صاحب نے یہ دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر محسوس ہے اور یہ ایک طبعی بات ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو جائے اس کا چومنا شرک نہیں ہے۔

شیخ عبدالکریم رئیس لال کرتی کا مولوی محمد قاسم کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے قدموں کو چومنا

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ حضرت نانوتوی چھتہ کی مسجد میں حجرہ کے سامنے چھپر میں حجامت بنوا رہے تھے کہ شیخ عبدالکریم رئیس لال کرتی میرٹھ حضرت مولانا سے ملنے کے لیے دیو بند آئے۔ مولانا نے ان کو دور سے آتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ قریب آئے تو ایک تغافل کے ساتھ رخ دوسری طرف پھیر لیا۔ گویا کہ دیکھا ہی نہیں ہے وہ آکر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے ان کے ہاتھ میں رومال میں بندھے ہوئے بہت سے روپے تھے۔ جب انہیں کھڑے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا تو حضرت مولانا نے ان کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ شیخ صاحب ہیں مزاج اچھا ہے انہوں نے سلام عرض کیا اور قدم چوم لیے۔

(حکایات دیو بند المعروف ارواح ثلاثہ ص ۲۸۲۔ از مولانا اشرف علی صاحب)

حضرات: جب ہم اہلسنت و جماعت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰة وسلام پڑھنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے واسطے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں تو دیو بندی وہابی خارجی شرک و بدعت کے فتوے

لگانے شروع کر دیتے ہیں۔ ماتھے پر شکن اور پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے مگر اپنے مولوی کے سامنے باندھ کر کھڑا ہونا اور اس کے پاؤں کو چومنا ان کے نزدیک جائز ہے اس وقت نہ ان کے مولوی کو شرک و بدعت کا دورہ پڑے گا اور نہ ہی ان کے عقید تمندوں کو تکلیف ہوگی۔ معلوم ہوا یہ خارجی لوگ نبی کریمصلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے مولویوں کا ادب کرتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ فوراً قاسم نانوتوی منع کرتے مگر نہیں روکا۔ اس لیے کہ یہ اپنے لیے تھا۔

عطاء اللہ شاہ بخاری کا مولوی احمد علی لاہوری کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور داڑھی کو چومنا

شاہ جی عطاء اللہ شاہ بخاری کا اپنا یہ حال تھا کہ حضرت (احمد علی لاہوری) کو گھنٹوں ہنساتے رہتے، طرح طرح کی باتوں سے حضرت علیہ الرحمۃ کا دل بہلاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ فرط عقیدت سے کبھی حضرت مولوی احمد علی لاہوری کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ کبھی حضرت کی داڑھی چومنے لگتے۔ (خدام الدین لاہور ص ۱۸، ستمبر ۱۹۶۲ء)

تعظیم دیندار (دیوبندی مولویوں) کے لیے کھڑا ہونا درست ہے

ہاتھ پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۵۱، از مولوی رشید احمد گنگوہی)

درود و سلام پڑھنا اور قدموں کو بوسہ دینا

ایک صاحب نمودار ہوئے کہ دونوں ساقیں نصف نصف کے

قریب کھلی ہوئی ہیں۔ معاً نمودار ہونے کے بعد میرے دل میں از خود یہ خیال آیا کہ یہ حضور اقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دو اور پھر ایسا موقع میسر نہ ہوگا۔ میں نے اسی وقت ہاتھ سے جھاڑو رکھ کر فوراً آپ کے قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور صلوٰۃ وسلام آپ پر اس طرح سے

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَ اللّٰہ

اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو زانوں (اکڑو) بیٹھے ہوئے معلوم ہوئے اور یہ معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔ (اصدق الرؤیا، ص ۱۵۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساقین نصف نصف نہیں ہوتی تھی آپ پورا لباس پہنتے تھے۔ ساقین کے نصف نصف کھلی رکھنا یہ دیوبندیوں اور وہابیوں کی نشانی ہے۔ جب ایسا دیکھو تو پہچان یہ وہی لوگ ہیں۔

ناظرین: غور فرمائیں یہ ہے ان دیوبندیوں وہابیوں کا مذہب اور عقیدہ کہ مولوی اشرف علی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہو تو ہاتھ پاؤں چومنا بھی جائز اور اس کے قدموں کو بوسہ دینا بھی ٹھیک اور

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَ اللّٰہ

پڑھنا بھی جائز۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے آپ کا نام مبارک لے کر اپنی انگلیوں کو یا انگوٹھوں کو چوم کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اور

یارسول اللہ کہنا ان کے نزدیک شرک وبدعت حرام پتہ نہیں کیا کیا فتوے لگاتے ہیں۔

اور کہتے ہیں درود ابراہیمی کے علاوہ کوئی درود نہیں مگر یہاں اپنے مولوی پر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ پڑھ رہے ہیں مگر کوئی فتویٰ جاری نہ ہوگا۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ**

معلوم ہوا ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ اپنے مولویوں سے محبت ہے۔ کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

نجدیو تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
وہ حبیب پیارا تو کرے عمر بھر فیض جود وکرم
ارے کھائے تجھ کو تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

مولوی اشرف علی تھانوی کے خط کو آنکھوں پر لگانا اور سر جھکا کر ہاتھ کو بوسہ دینا

والا نامہ کو سر پر رکھا دست مبارک کے لکھے ہوئے الفاظ کو آنکھوں سے لگایا۔ جونہی حضرت والا کا دست مبارک پر جا لگے۔ میں نے بوسہ دے دیا۔ (مکتوبات اشرفیہ، ص ۳۸، ص ۱۲۱، ناشر تالیفات اشرفیہ ملتان)

مولوی عبدالقادر رائے پوری دیوبندی کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس مرد مجاہد کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو جہاں شیخ حسین احمد مدنی کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا دیکھا۔ (مکتوبات شیخ الاسلام حصہ اول، سلاسل طیبہ، ص ۴۴)

مولانا محمد علی جوہر کا حسین احمد کے قدم چومنا

عدالت میں حضرت مدنی نے ایسا مجاہدانہ وحق پرستانہ بیان دیا کہ مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے فرطِ عقیدت سے حضرت مدنی کے قدم چوم لیے۔ (سلاسل حیبہ، ص ۳۹، از مولوی سید حسین احمد مدنی)

دیوبندی اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے ہیں

تھوڑے دن بعد وہ آیا اور میرا بہت اعزاز واکرام کرنے لگا۔ کبھی دست بوسی کرتا اور کبھی پاؤں بوسی۔ (امداد المشتاق تھانوی، ص ۱۴۱)

پیر کے ہاتھ چومنا جائز

ایک مرتبہ میرا دہلی جانا ہوا وہاں عبداللہ مسند نشین درگاہ حضرت صابر بخش نے تقریب عرس میں مجھ کو بلوایا اور کسی اپنے مرید کا ہاتھی سواری کو بھیجا۔ جب میں ان کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ بڑی شان وشوکت سے جمع ہیں۔ میں فقیرانہ حالت سے گیا تھا مجھ کو دیکھتے ہی تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دست بوسی کر کے مسند صدر پر بٹھایا۔ (امداد المشتاق تھانوی، ص ۱۱۴)

مولوی قاسم نانوتوی کا جوتے اٹھانا

حضرت مولانا قاسم صاحب جس طالب علم کے اندر تکبر دیکھتے تھے اس سے کبھی کبھی جوتے اٹھوایا کرتے تھے اور جس کے اندر تواضع دیکھتے تھے اس کے جوتے خود اٹھا لیا کرتے تھے۔

(ارواح ثلاثہ، ص ۲۹۱، از مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا طلباء کی جوتیاں جمع کرنا

فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہی ایک مرتبہ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ بارش آ گئی سب طلباء کتابیں لے کر اندر کو بھاگے مگر مولانا سب طلباء کی جوتیاں جمع کر رہے تھے کہ اٹھا کر لے چلیں لوگوں نے یہ حالت دیکھی کٹ گئے۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۲۲۱، از مولوی اشرف علی تھانوی، ناشر اسلامی اکادمی ۴۰۔ اردو بازار لاہور)

دیوبندیوں کا مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا

کہ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اخروی کا سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید، ص ۱۳، جلد اول)

دیوبندیوں کا مولوی رشید احمد گنگوہی کے جوتے چوم کر آنکھوں پہ لگانا

(مولوی رشید احمد گنگوہی کے بارے میں لکھا ہے)

زمرہ علماء گروہ اصفیا نے متفق اللفظ آپ کی سرپرستی کو اپنے سروں کا تاج بنایا اور آپ کی نعلین کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا ذریعہ نجات و سبب حصول برکات سمجھا گیا۔ (تذکرۃ الرشید، ص ۳۱۹)

حضرات گرامی: دیوبندی وہابی اپنے مولویوں کے خط کو آنکھوں پر لگائیں اور بوسہ دیں اور اپنے مولویوں اور پیروں کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اور پاؤں کو چومے اور ان کے اکابر جوتیاں اٹھائیں۔ یہاں تک کہ دیوبندی فرقہ کے لوگ مولوی رشید احمد گنگوہی کے جوتے چوم کر آنکھوں پہ لگائیں تو

شرک و بدعت نہیں اور مولوی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا بھی بدعت کی بجائے ذریعہ نجات لکھیں۔ تو کوئی کفر و شرک فتویٰ جاری نہیں ہوگا کیونکہ گھر کی بات ہے۔

اگر ہم اہلسنت و جماعت امام الانبیاء سید المرسلین رحمۃ اللعالمین آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک سن کر صلوٰۃ و سلام کو پڑھیں اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائیں اور ذریعہ نجات و حصول برکات سمجھیں تو یہ لوگ بدعت اور شرک کے فتوے لگانے شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا اور انگوٹھے چوم کر محبت سے آنکھوں پر لگانا ہے۔

اور دیوبندیوں وہابیوں کے حصہ میں پیروں کو چومنا، ہاتھوں کو بوسہ دینا اور جوتے سر پہ رکھنا، اٹھنا اور جوتے چومنا اور پاؤں دھو کر پینا ہے اور گھوڑے کا ادب کرنا ہے۔

جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سزا دی ہے کہ یہ پیروں کو دھو کر پیئے اور چومیں اور جوتے اٹھائیں اور چومیں اور جوتے اپنے سر پر رکھیں۔

دیوبندی مولوی کا اپنے شیخ کے جوتوں کو وسیلہ سمجھ کر سر پر رکھ کر رونا

فرمایا کہ مولوی احمد حسن کانپوری جب حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچے ہیں مفتی محمد جان مرحوم کہتے تھے کہ میں نے ایک روز مولوی صاحب کو دیکھا کہ حضرت کی جوتی جو کہ مجلس کے باہر رکھی تھی سر پر رکھ کر زار و زار رو رہے ہیں۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۳۶۳)

مولوی اسماعیل دیوبندی وہابی کا اپنے پیر کے گھوڑے کا ادب کرنا

مولوی اسماعیل شہید جب سید صاحب کے قافلہ میں حج سے واپس ہوئے ہیں تو راستہ میں لکھنو میں بھی قیام فرمایا اور وہیں حضرت شاہ عبدالعزیز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی۔ سید صاحب نے فرمایا کہ آپ دہلی ابھی چلے جائیں اور وہاں پہنچ کر تحقیقی اطلاع دیں کہ وفات ہوئی ہے یا نہیں اور مولانا شہید کو خاص اپنی سواری کا نقری رنگ کا گھوڑا سواری کے لیے دیا۔ مولانا شہید ادب کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہ ہوئے کہ سید صاحب کا خاص گھوڑا ہے بلکہ لکھنو سے دہلی تک اس کی لگام تھام کر آئے۔

(حکایات ارواح ثلاثہ ص ۱۰۹، از مولوی اشرف علی تھانوی)

وہابیوں دیوبندیوں کے مولوی پیر و مرشد کے گھوڑے کا ادب کریں اور اپنے شیخ کے جوتوں کو وسیلہ سمجھ کر سر پر رکھیں اور اس کا ادب کریں تو عین ایمان۔

اگر ہم اہلسنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تعظیم کرتے ہوئے چومیں اور درود وسلام پڑھیں یا شیخ کی تعظیم وتوقیر کریں تو دیوبندی غیر مقلد وہابی بغیر سوچے سمجھے کفر وشرک کے فتوے لگادیتے ہیں۔

ایک نوجوان کا ابن تیمیہ وہابی کے ہاتھ چومنا

ایک نوجوان دمشق میں بیمار ہوگیا آپ ہر روز اس کی عیادت کو جاتے ایک روز آپ نے اس کے لیے دعا کی وہ شفایاب ہوگیا تو آپ نے اس سے فرمایا۔ اللہ سے عہد کرو کہ تم بہت جلد اپنے وطن کو لوٹ جاؤ گے کیا یہ مناسب ہے کہ تم اپنے بچوں اور بیوی کو اس کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ آؤ۔

وہ نوجوان کہتا ہے میں نے فوراً توبہ کی اور آپ کے ہاتھ چوم لیے۔

(کتاب ابن تیمیہ، ص ۱۰۲، ناشر اسلامک پبلشنگ ہاؤس جوشیش محل روڈ لاہور)

مرنے کے بعد ابن تیمیہ کے ماتھے کو چومنا

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ میں حافظ ابوالحجاج المزی (۷۴۲ھ) کے ہمراہ قلعہ میں گیا۔ امام کے چہرے سے چادر سرکائی اور ان کے ماتھے کو چوما۔

(کتاب امام ابن تیمیہ، ص ۱۴۹)

وہابیہ عورتوں کا ابن تیمیہ کے ماتھے کو چومنا

جامع دمشق میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ ایک گروہ چارپائی کے پاس تلاوت میں مصروف ہوگیا۔ لوگ اندر آتے آپ کے دیدار سے تبرک حاصل کرتے اور لوٹ جاتے۔ عورتیں آپ کے ماتھے کو رو رو کر چومتیں۔ سہولت کار کے لیے صرف ایک گروہ کو اندر رہنے کی اجازت ملی جن میں حافظ مزی بھی شامل تھے آپ کو غسل دیا گیا غسل والے پانی کو آپ کے فدائیوں نے تقسیم کرکے پی لیا۔ (کتاب امام ابن تیمیہ، ص ۱۸۰)

وہابیوں کا ابن تیمیہ کے تابوت کو چومنا اور عورتوں کا چھتوں پر چڑھ کر دہائی دینا

جب لوگوں کی نگاہیں تابوت پر پڑیں تو ہر طرف سے گریہ وزاری کی دل ہلا دینے والی صدائیں بلند ہوئیں۔ عورتیں چھتوں پر چڑھ کر دہائی دینے لگیں۔ ہر آدمی تابوت کو چومنے کیلیئے آگے بڑھا۔ (کتاب امام ابن تیمیہ ص ۱۸۰)

وہابیوں غیر مقلدوں کی قبر پرستی ابن تیمیہ کی قبر پر جانا اور اس کی قبر کی مٹی کو آنکھوں میں ڈالنا

ابوالعباس احمد بن علاؤالدین بیان کرتے ہیں کہ علی بن عبدالکریم بغدادی کی لڑکی کو مرض رمد (فتور نظر) لاحق ہوگیا۔ اسے خیال آیا کہ ابن تیمیہ کی خاک تربت (قبر کی مٹی) لڑکی کی آنکھوں میں ڈالے۔ چنانچہ وہ قبر پر گیا وہاں ایک اور بغدادی اسی مقصد کے لیے خاک جمع کر رہا تھا علی ابن عبدالکریم کی عقیدت اور بڑھ گئی اس نے خاک لی بچی کی آنکھوں میں ڈالی اور لڑکی صبح کو تندرست ہو کر اٹھی۔ (کتاب ابن تیمیہ، ص ۹۹)

حضرات: وہابی غیر مقلد اپنے مولوی ابن تیمیہ کے ہاتھوں کو چومیں۔ مرنے کے بعد بھی وہابی لوگ اور وہابن عورتیں اپنے مولوی کے ماتھے کو چومیں۔ مردہ مولوی کے غسل کے پانی کو تبرک سمجھ کر پی جائیں۔ جنازے کے تابوت چار پائی کو چومیں اور ان کا امام ابن تیمیہ مشکل کشا بھی ہو اور یہ لوگ ابن تیمیہ کی قبر کی نیت کر کے قبر پر جا کر اس کی مٹی کو جمع کر کے اپنی لڑکیوں کی آنکھوں میں ڈالیں اور شفا بھی ہو جائے۔ یہ سب کچھ وہابیوں کے نزدیک عین ایمان ہے، کوئی شرک نہیں کوئی بدعت نہیں۔

اگر اہل سنت و جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم کرتے ہوئے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائیں اور درود و سلام

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وسلم یَارَسُوْلَ اللّٰہ

پڑھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا کہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی یا داتا گنج بخش علی ہجویری

رحمۃ اللہ علیہ یادیگر اولیاء کرام کی قبور کی زیارت کی نیت سے کوئی چلا جائے تو پھر وہابیوں کے نزدیک سب کچھ شرک و بدعت ہوگا۔ وہابی غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف کا دودھ نہیں پئیں گے مگر اپنے مولوی مردہ کے غسل کا پانی پی جائیں گے اور وہابیوں کے نزدیک اونٹ کا اور گائے کا اور بکری کا پیشاب حلال ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ص ۵۵۵، ج ۲)

معلوم ہوا وہابیوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے مولویوں سے محبت اور پیار ہے اور جس پیارے آقا محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں یا جن اولیاء کرام کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے ان سے کوئی محبت نہیں یہ ہے وہابی عقیدہ اور مسلک

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصاً نجدیت وہابیت دیوبندیت کی وبا سے

حضرات: تمام گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ اذان وغیرہ میں انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور سیدنا صدیق اکبر وسیدنا فاروق اعظم و امام حسن رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ فقہا محدثین ومفسرین اس کے استحباب پر متفق ہیں۔ آئمہ شافعیہ و مالکیہ نے بھی اس کے استحباب کی تصریح فرمائی ہے ہر زمانہ اور ہر ایک مسلمان اس کو مستحب جانتے رہے اور جانتے ہیں اس میں حسب ذیل فائدے ہیں۔

یہ عمل کرنے والا آنکھ دکھنے سے محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور آنکھ میں کسی قسم کی تکلیف ہو اس کے لیے یہ انگوٹھے چومنے کا عمل بہترین علاج ہے بارہا تجربہ ہے اس کے عامل کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم

کی شفاعت نصیب ہوگی اور اس کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کی صفوف میں تلاش فرما کر اپنے پیچھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

اس کو حرام کہنا محض جہالت ہے۔ جب تک کہ ممانعت کی صریح دلیل نہ ملے اس کو منع نہیں کر سکتے استحباب کے لیے مسلمانوں کا مستحب جاننا ہی کافی ہے مگر کراہت کے لیے دلیل خاص کی ضرورت ہے۔

اذان اور تکبیر کے درمیان اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه پر انگوٹھے چومنا منافع و باعث برکت ہے۔ اذان اور تکبیر کے علاوہ بھی اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومے اور درود شریف پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ نیت خیر سے ہو تو باعث ثواب ہے بلا دلیل ممانعت منع نہیں کر سکتے۔ جس طرح بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی جائے باعث ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

برادران اسلام! نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اذان یا کسی دوسرے موقع پر سن کر اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب، کار ثواب موجب خیر و برکت نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور دکھتی آنکھوں کے لیے ایک کامیاب اور مجرب روحانی علاج ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے مروی ہے نیز انبیاء سابقین اور اولیائے کاملین کی سنت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک ائمہ اسلام، اولیاء کرام اور عام مسلمانوں کا اس پر عمل چلا آ رہا ہے کسی ایک

نے بھی اس عمل مبارک سے انکار نہیں کیا اور نہ ہی کرنے والوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا پس اس فعل محمود کو بدعت مذمومہ کہنا بہت بڑی دلیری، انتہائی گستاخی اور بے ادبی ہے اور ایسا کہنے والا سخت گنہگار ہے۔ کیونکہ ایسے کام کو برا کہہ رہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اسے باطل قول سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ ایسی دلیری اور دریدہ دہنی سے باز آنا چاہیے۔

اس مستحسن عمل کے ثبوت میں بہت سے دلائل اور فوائد ہیں ان میں سے بعض ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں۔

وہابیوں کے مشکل کشا

ابن تیمیہ آپ اللہ کی عبادت میں شب وروز مشغول رہتے اور بسا اوقات آپ کی توجہ سے مشکلات حل ہو جاتیں۔ (کتاب ابن تیمیہ ص ۹۹)

ہمیں ایک ایسی فتح نصیب ہوئی ہے جس کا گمان تک نہ تھا۔ ہمارے اعداء کو یقین تھا کہ ہم زندہ نہیں لوٹیں گے لیکن اس مشکل کشا نے ہماری مشکلوں کو یوں حل کیا کہ دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ دعا ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر رحمت کی بارشیں برسائے۔ (کتاب ابن تیمیہ ص ۱۱۶)

فوائد

۱۔ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مقدس کو دیکھنے کا حضرت آدم علیہ السلام کو اشتیاق ہوا۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں سوال کیا اور یہ آپ کی محبت کی دلیل ہے۔

۲۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا خلوص قلب سے

شوق رکھے تو یہ سعادت اسے ضرور نصیب ہوگی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے حبیب کا ذکر فرمایا اور انہوں نے اپنے پروردگار سے اس ذکر پاک کو سنا۔

۴۔ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی فعلی سنت ہے اور نیک اور صالح اولاد اپنے باپ دادوں کے نقش قدم پر چلتی ہے اور اکابرین کی ایجادات کو قائم رکھنے کی کوشش کرتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے والد بزرگوار حضرت آدم علیہ السلام کی سنت کو قائم رکھیں۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو پسند فرمایا اور عمل کرنے والوں کو آنکھوں کی بینائی برقرار رہنے کی بشارت دی۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مقدس کو پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کو اس نور کے لیے آئینہ بنایا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہرت عامہ بخشی کہ دنیا میں ظہور سے پہلے تمام عالم میں آپ کا چرچا اور شہرہ تھا اور یہ آپ کی محبوبیت عامہ کی روشن دلیل ہے۔

۸۔ انگوٹھے چومنے کا عمل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔

۹۔ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری حدیث سے ثابت ہوا۔ کیوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے سامنے یہ عمل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا اور اہل علم کی اصطلاح میں اسی کو حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فعلی سنت ہے لہٰذا تمام مسلمانوں کے لیے ان کی سنت پر عمل کرنا کافی ہے۔

۱۰۔ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اس عمل کا وجود ثابت ہے اور عمل امت کے لیے یہی کافی ہے۔

۱۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت اور الفت وعقیدت رکھنا طہارت وعفوِ خطا کا سبب ہے۔

۱۲۔ یہ مبارک عمل آئمہ حدیث اور گردہ صوفیاء کے نزدیک ثابت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں ایک پسندیدہ عمل ہے۔

۱۳۔ گناہوں کی معافی اور بخشش کا سبب ہے اور عام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی اجازت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتوقیر کی علامت ہے۔

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عزت وعظمت ہے کہ جس کی نظر کائنات میں نہیں ملتی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بلند پایہ حبیب ہیں۔

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر وہ شخص محبوب ہے جو اس کے حبیب سے الفت ومحبت رکھے۔

۱۶۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو سن کر یا کہیں

دیکھ کر اس کی تعظیم کرنا انسان کی بخشش کی دلیل ہے اور جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

۱۷۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کی تعظیم کرنے والے ہر زمانے میں ہوئے ہیں۔

۱۸۔ آپ کے بابرکت نام کی تعظیم سے نہ صرف یہ کہ گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات ہوتے ہیں۔

۱۹۔ حضرت خضر علیہ السلام کے نزدیک انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا اور پھر اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرنا ایک نہایت پسندیدہ فعل ہے۔

۲۰۔ یہ عمل دکھتی آنکھوں کا ایک اکسیر اور مجرب علاج ہے۔

۲۱۔ حضرت خضر علیہ السلام نے دکھتی آنکھوں کا ایک روحانی علاج بیان فرما کر اور انگوٹھے چومنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔

۲۲۔ اہل بیت کے مشہور امام سید حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه) سن کر یہ کلمات (مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ مُحَمَّدًا بن عَبْدُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم) اور پھر اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے (لم یعم ولم یرمد) تو نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں۔

(المقاصد الحسنہ)

معلوم ہوا یہ عمل آئمہ اہل بیت کی سنت ہے اور ایک پسندیدہ عمل

ہے آنکھیں نہ دکھنے اور بینائی برقرار رہنے کا مجرب عمل ہے اور اس عمل کے وقت دعائیہ کلمات بھی پڑھنے چاہیے۔ یہ عمل آنکھوں کے لیے فوری اور شافی علاج ہے۔

۲۳۔ اس عمل کو بزرگ پسند کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں تک اس کی اشاعت کرتے ہیں۔

۲۴۔ یہ عمل فقہائے کرام کے نزدیک مستحب اور کارثواب ہے۔

۲۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا عمل کرنے والا شخص محبوب ہے اور آپ اس سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔

۲۶۔ انگوٹھے چومنے کا عمل مستحب ہے اسے بدعت مذمومہ یا بے اصل قرار دینا قطعاً درست نہیں کیونکہ اس کی اصل حدیث سے ثابت ہے۔

۲۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حرف ندا والا درود شریف پڑھنا جائز ہے۔

۲۸۔ مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنے تو دل وزبان سے تعظیم بجالائے۔

۲۹۔ ہمیشہ مسلمان انگوٹھے چومنے کا یہ عمل کرتے رہے ہیں اور ہر زمانے میں اہل علم نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

۳۰۔ مدینہ منورہ اور دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء نے اس عمل کو بنظر تحسین دیکھا ہے اور دوسروں کو اس عمل کی ترغیب دی ہے۔ اس کی اہمیت کی یہ واضح دلیل ہے۔

۳۱۔ انجیل کی شہادت: صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انجیل کا ایک بہت پرانا نسخہ برطانیہ سے دریافت ہوا جو انجیل کے مشہور موجود چار نسخوں کے علاوہ ہے اس نادر نسخے کا نام انجیل برنباس ہے آج کل عام طور پر اس کی اشاعت ہو رہی ہے اور تقریباً ہر زبان میں اس کے تراجم موجود ہیں اس کے زیادہ تر احکام اسلامی احکام سے ملتے جلتے ہیں اس میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے روح القدس (نور نبوی) کے دیکھنے کی تمنا کی تو وہ ان کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں چمکایا گیا تو انہوں نے فرط محبت سے اپنے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ ہم نے ''روح القدس'' کا ترجمہ نور نبوی کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے عہد مبارک میں ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی نام سے مشہور تھے۔ چنانچہ تاریخ اس پر گواہ ہے۔

تو اس عمل کی شہادت اسلامی کتب کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے اس سے اس کی اہمیت پر اور روشنی پڑتی ہے۔

۳۲۔ یہ عمل دیگر انبیائے کرام کی سنت ہے۔ جیسا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنت ہے۔

۳۳۔ علامہ مفسر شیخ نورالدین خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ واقعہ سے جو پر ہے۔

۳۴۔ یہ عمل کتب احناف کے علاوہ دیگر آئمہ مذاہب کی کتابوں

میں بھی اس مسئلے کا ثبوت موجود ہے۔ فقہا شوافع کی مشہور و معروف کتاب اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المبین طبع مصری ۲۴۷ میں

مالکی مذہب کی مشہور کتاب کفایۃ الطالب الربانی جلد اول طبع مصری، ص ۱۶۹ وغیرہ یہ عمل مذاہب اربعہ کی کتابوں سے ثابت ہے یہ اس کی اہمیت و صحیح دلیل ہے۔

۳۵۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں تمام اہل علم متفق ہیں کسی ایک نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا لہٰذا مخالفین کو بھی اس کے انکار سے باز آنا چاہیے۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں تشریف لے جانے کے باوجود عالم دنیا کے حالات سے پوری طرح باخبر ہیں اور اپنی امت کے اعمال سے آگاہ ہیں اور جس کی اصلاح کرنا چاہیں تو کرتے ہیں اور یہ آپ کے کمال بصیرت کی دلیل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ اور آئندہ کا علم رکھتے ہیں۔

سوال:۔ مخالفین سوال کرتے ہیں کہ تمہاری پیش کردہ روایات شدید ضعیف ہونے سے نا قابل عمل ہیں؟

جواب:۔ استحباب کے لیے ضعیف حدیث بھی حجت ہے۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں۔

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ فِی فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ انتھیٰ.

ترجمہ:۔ تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال

میں جائز ہے۔ (فتح المبین)

○ حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر اسانید ضعیف ہو لیکن محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے جو ترغیب و ترتیب کے باب سے ہو۔ (روح البیان، جلد دوئم)

○ امام شیخ الاسلام ابوزکریا فرماتے ہیں محدثین وفقہاء وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی رغبت اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع نہ ہو۔

(کتاب الاذکار)

○ حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ

قَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الضعوف فی فَضَائِلِ الْاَعْمَال الخ

یعنی آئمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے۔ (حرز ثمین شرح حصن حصین)

○ فتح المبین بشرح الاربعین میں ہے باب فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ اگر وہ حقیقت اور نفس الامر میں صحیح ہوئی تو اسے معمول بہ بنانے کا حق مل گیا اور ایسا نہ ہوا تو بھی کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اس پر عمل کرنے میں کسی تحلیل یا تحریم یا کسی کی حق تلفی کرنے کا اندیشہ نہیں اور ایک ضعیف حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی شخص کو میری طرف سے کسی عمل پر اجر و ثواب کی اطلاع ملی تو اس نے وہ کام کر لیا تو اسے ثواب مل جائے گا۔ اگرچہ فی الوقع اس کام کے

کرنے کا میں نے نہ کہا ہو۔

○ خود مخالفین کے اکابرین کو بھی اس اصول (عمل بر حدیث ضعیف درباب فضائل) کے ساتھ اتفاق ہے۔ چنانچہ گروہ مخالفین کے مشہور پیشوا مولوی خرم علی بلہوری نے ''رسالہ دعائیہ'' میں لکھا ہے کہ ضعاف در فضائل اعمال وفیما نحن فیہ باتفاق علماء معمول بھا است الخ اور اس طرح مصنف ''مظاہر حق'' ایک حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اگر چہ اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے اور اسی کتاب کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ فضائل شب برأت کی حدیث کو اگر چہ امام بخاری نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا بالاتفاق جائز ہے۔

عبارات مذکورہ سے یہ امور ثابت ہوئے۔

۱۔ تمام اہل علم کے نزدیک حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز ہے اور بعض اکابرین کے نزدیک اس سے نہ صرف جواز بلکہ استحباب ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ مخالفین بھی عمل بر حدیث ضعیف کے مسئلہ میں اکابرین اہل سنت کے ساتھ ہیں اور انہیں بھی اس حدیث واقعیہ کے ساتھ اتفاق ہے لہذا اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ ''انگوٹھے چومنے'' کی روایات ضعیف ہیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ فضائل ومناقب کے باب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا بالاتفاق جائز ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت صادقہ ہے کہ جس سے مخالفین کو بھی انکار نہیں۔

۳۔ بعض اہل علم کے نزدیک احکام اور مسائل میں بھی حدیث ضعیف پر عمل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ محل احتیاط ہو۔

۴۔ حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں بہت سے فوائد اور مصالح ہیں اور اس پر عمل نہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں لہذا عمل کرنا ترک عمل سے بہتر ہے۔ عمل مذکورہ روحانی عملیات کے قبیل سے ہے پس اس کے جواز کے لیے شرعی دلائل نہ ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ عملیات کے لیے شرعی دلائل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس سلسلے میں بزرگوں کے تجربات اور مشاہدات کافی ہیں پس اس کے جواز کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

۵۔ کتب روایات میں متعدد صحابہ کرام مثلاً جابر بن عبداللہ انصاری، عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک وغیرہ وغیرہ سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اچھے کام کی اطلاع ملے تو وہ ثواب اور یقین کی بناء پر اس پر عمل پیرا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ اگرچہ اس کام کی کچھ اصل نہ ہو اور اسے بیان کرنے والا دروغ گو ہو اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں

لوگو: اگر تمہیں میری طرف سے کسی اچھے کام کی اطلاع ہو خواہ میں نے اس کے متعلق کچھ کہا ہو یا نہ تو تم ضرور اسی پر عمل کرنا کیونکہ وہ میرے ہی فرمودات میں داخل ہے اور اگر تم کسی برے کام سے آگاہ ہو تو اس سے ضرور کنارہ کشی اختیار کرنا کیونکہ میں بری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔

(مسند احمد، ابن ماجہ، دار قطنی، کامل ابن عدی، ابن حیان، کتاب العلم، مکارم الاخلاق)

۶۔ خلعی اپنے فوائد میں حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حطیم کعبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں نے لوگوں سے آپ کا ایک ارشاد سنا ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی ایسی حدیث سنے کہ جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو پھر وہ ثواب کی نیت سے اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ وہ حدیث درست نہ ہو۔ کیا آپ کا یہ ارشاد ٹھیک ہے آپ نے فرمایا۔

رب کعبہ کی قسم ٹھیک ہے یقیناً یہ میرا ہی قول ہے۔

۷۔ ایک اور روایت ابی حمزہ انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من بلغه عن الله تعالىٰ فضيلة وفلم يصدق بها لم ينكها الخ

یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی فضیلت والے کام کی اطلاع پہنچے تو وہ اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے فضل سے محروم ہوگا۔

(مسند ابو یعلی، معجم اوسط للطبرانی)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو کسی اچھے کام کا علم ہوجائے تو وہ زیادہ تحقیق وجستجو کے بجائے اس پر عمل پیرا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے حسن نیت کی وجہ سے ضرور اسے اجروثواب عطا فرمائے گا اور ایسا کرنے میں سراسر اس کا فائدہ ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے کاموں پر

ضرور عمل کرنے کی کوشش کریں کہ جن کے کرنے میں اجر و ثواب کی توقع ہو اور کسی طرح کے نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر فضل و کرم کرنے کی اصل وجہ کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن و سنت کے مطالعہ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد فیاض اور جواد ہے کہ جس کے فضل و کرم کی کوئی انتہا نہیں پس وہ اپنے بندوں کے ساتھ ان کے حسن ظن کے مطابق معاملہ فرماتا ہے جیسا بندے کا گمان ہو اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی تائید اس صحیح حدیث سے ہوتی ہے کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (بخاری شریف)

یعنی میں اپنے بندے کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہوں کہ جس کی وہ مجھ سے امید رکھتا ہے۔

اس سے سابقہ رائے کی تائید و توثیق ہوتی ہے اور اصل حقیقت بھی یہی ہے۔ آئمہ کرام کے اقوال سے یہ امور معلوم ہوئے۔

۱۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اقوال منسوبہ اگرچہ سنداً ضعیف ہوں تو بھی ان پر عمل کرنا فوائد سے خالی نہیں اور شارع علیہ السلام کی منشا کے بالکل مطابق ہے بشرطیکہ:

کسی دینی امر کی متضادم نہ ہو۔

۲۔ اس کی خلاف ورزی شارع علیہ السلام کو ناپسند ہے اور انسان کے لیے موجب نقصان ہے۔

۳۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

بارے میں ادب واحترام کا پورا پورا لحاظ رکھے اور اس سلسلے میں انتہائی غور وفکر سے کام لے اور ایک ذرہ بھر بھی بے احتیاطی اور بے پرواہی نہ برتے کیونکہ یہ ادب رسول کا معاملہ ہے کہ جس کی نزاکت ایک امر مسلم ہے۔

۴۔ اکابرین امت اور بزرگان دین کا اس بارے میں ہمیشہ یہی نظریہ رہا ہے۔

سابقہ عبارت سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا شرعاً مطلوب اور مندوب ہے۔ اس کے جواز پر دلائل کثیرہ موجود ہیں اور ممانعت پر کوئی دلیل نہیں چنانچہ اہل علم پر یہ پوشیدہ نہیں۔

۲۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کا مظہر ہے اور آپ کے ساتھ حسن عقیدت کی واضح علامت ہے۔

۳۔ اس پر عمل کرنے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنت کی بشارت دی گئی ہے اور آپ کی شفاعت نصیب ہوگی اور اہل ایمان کے لیے یہ سب سے بڑی دولت ہے۔

۴۔ فضائل اور مناقب کے باب میں حدیث ضعیف کے مقبول اور معمول بہ ہونے پر تمام محدثین اور اکابرین امت کا اتفاق ہے۔

۵۔ حدیث پاک کے معاملہ میں بے احتیاطی اور بے پرواہی برتنا بسا اوقات انسان کی تباہی اور بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں بڑی احتیاط اور غور وفکر کی ضرورت ہے۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتوقیر کرنے سے اللہ

تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ہر ایسے کام سے کہ جس میں آپ کی بے ادبی کا پہلو پایا جائے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

۷۔ مذاہب اربعہ کی کتابوں میں عمل مذکور کی تصدیق وتائید موجود ہے۔

۸۔ مخالفین کا اس محبت بھرے عمل کو فعل قبیح، بدعت مذمومہ اور بے سند قرار دینا بہت بڑی گستاخی اور جرأت ہے اور ان کا ایسا کہنا جہالت یا عناد پر مبنی ہے لہٰذا انہیں غور وفکر سے کام لے کر اپنے اس غلط قول سے باز آنا چاہیے تاکہ خسران اعمال سے بچ جائیں۔

○ محدث ابن عساکر فرماتے ہیں کہ ابو معین حسین بن حسن طبری نے پچھنے لگانے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً ہفتہ کا دن تھا اپنے ملازم سے فرمایا کہ پچھنے لگانے والے کو بلا لاؤ۔ پھر جب وہ جانے لگا تو حدیث ممانعت کا دل میں خیال آیا کچھ دیر سوچنے کے بعد فرمایا۔

حدیث ممانعت ضعیف ہے الغرض پچھنے لگالیے لیکن جونہی ایسا کیا تو مرض برص میں گرفتار ہوگئے۔ پھر خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا تو آپ سے فریاد کی تو آپ نے فرمایا۔

دیکھو میری حدیث کا معاملہ آسان نہ سمجھنا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنکر یہ نذر مان لی گئی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس مرض سے شفا بخشے تو پھر کبھی حدیث رسول کے بارے میں بے احتیاطی نہیں کروں گا اللہ تعالیٰ نے پھر انہیں شفا بخشی۔ چنانچہ نبی کریم کے توسل سے بالکل اچھے ہوگئے۔ معلوم ہوا ضعیف حدیث کو بھی ضعیف کہہ کر عمل سے نہیں روکنا

چاہیے۔ حدیث کی مخالفت کرنے سے توبہ کرنی چاہیے۔

○ اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اذان میں نام اقدس سن کر یہ بوسہ دینا بتصریح کتب فقہ کے مستحب ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، ص ۱۱۱)

○ احکام شریعت میں فرماتے ہیں اذان میں نام اقدس حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا ہے۔ (احکام شریعت، ص ۴۴)

ایک افغانی ادب شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

حکلول کوتے پہ نوم و مصطفےٰ

یوم تعظیم دے او بل پرے ستر کے شی بنیا (فیضان)

ترجمہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس پر انگوٹھے چومنا ایک تو تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس عمل سے آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔

چھٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا غم

چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام اور نام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے اور گستاخانِ بارگاہ رسالت و نبوت سے دور رکھے اور ہمارے عقیدے اور ایمان کو سلامت رکھے اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بجاہ حبیبہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ و سلم

مولانا الحاج محمد جعفر ضیاء القادری کی دیگر شہرہ آفاق کتب

مکتبہ غوثیہ رضویہ محمود شہید لاجپت روڈ شاہدرہ لاہور